REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وّانتم اذلّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۸ ذوالحجہ ۱۴۱۳ ہجری　　۱۰ احسان ۱۳۷۲ ہش　　۱۰ جون ۱۹۹۳ ع

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۴ جون۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ کل حضور پُر نور ہالینڈ اور جرمنی کے دورہ سے بخیریت لنڈن تشریف لے آئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

دورہ مغربی جرمنی کے دوران حضور انور نے قریباً چار ہزار بوسنین سے ان کے مسائل سننے اور اُن کے متعلق جماعتِ احمدیہ کی کوششوں سے انہیں آگاہ فرمایا۔ اس مبارک دورہ کے دوران ۹۹ افراد کو جماعت میں شمولیت کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ پیارے آقا کا حامی و ناصر ہو اور اُن کے دورِ سعید میں اسلام کو عظیم الشان اور عالمگیر غلبہ عطا فرمائے۔ احبابِ جماعت حضور اقدس کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں ٭

تم خدا کے حضور اِس طرح مت آؤ کہ تمہاری گردنوں پر دُنیا کا بوجھ ہو

خُطبہ حجۃ الوداع سیّدنا حضرت اقدس محمدِ عربی صلّی اللہ علیہ وسلم!

"اے لوگو! تم میں خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ اس لئے نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر۔ نہ کالا سفید رنگ والے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے۔ فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ اور پرہیزگاری پر ہے۔ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا۔ اے جماعتِ قریش! تم خدا تعالیٰ کے حضور اس طرح مت آؤ کہ تمہاری گردنوں پر دُنیا کا بوجھ ہو۔ اور دوسرے لوگ آخرت کا توشہ لے کر حاضر ہوں۔ یاد رکھو اس صُورت میں خدا کے حضور میں تم کو کچھ فائدہ نہ دے سکوں گا۔ لوگو! تمہارے خون اور مال و عزتیں ہمیشہ کے لئے ایک دُوسرے پر کلیۃً حرام کر دی گئی ہیں۔ ان امور کی عظمت ایسی ہے جیسی اِس دن کی اور اس مہینہ (ذی الحجہ) کی اِس شہر (مکہ) میں ہے۔ تم سب کو خدا سے ملنا ہے۔ وہ تم سے تمہارے کاموں کے متعلق پوچھے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہی کی طرف نہ لَوٹ جانا۔ مبادا ایک دُوسرے سے باہم اُلجھ پڑو اور کُشت و خون تک نوبت پہنچ جائے۔ اگر کسی کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اُسے چاہیئے کہ وہ امانت رکھوانے والے کو پہنچا دے۔ لوگو! ہر مسلمان دُوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ قرض کی ادائیگی واجب ہے۔ عاریۃً لی ہوئی چیز واپس کی جائے۔ ہدیہ کا بدلہ دینا چاہیئے اور ضامن تاوان ادا کرے۔ کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے کچھ لے سوائے اس کے جس پر اس کا بھائی راضی ہو۔ اور وہ خوشی خوشی دے۔ اپنے نفسوں پر اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے لوگو! مَیں نے تم میں ایک ایسی اہم چیز چھوڑی ہے اگر تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی بھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔ وہ اہم چیز خدا کی کتاب ہے اور اس امر کا خیال رکھنا کہ دین کے معاملہ میں غلو سے بچنا۔ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ لوگو! اپنے ربّ کی عبادت کرو۔ اور پنجوقتہ نماز ادا کرتے رہو۔ اور مہینہ بھر کے روزے رکھو۔ اور اپنے اموال کی زکوٰۃ خوشی سے ادا کرتے رہو۔ اپنے ربّ کے گھر کا حج کرو۔ اور اپنے حکام کی اطاعت کرو۔ تم اپنے ربّ کی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (جمہرۃ الخطب بحوالہ بدر ۶ نومبر ۱۹۸۶ء)

خُلاصہ خُطبہ جُمعہ

اللہ تعالیٰ ایسے بندے سے مغفرت کا سلوک کرتا ہے جو اپنے مومن بھائی کی غلطیوں کو معاف کرتا ہے

از سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لنڈن ۴ جون (ایم۔ٹی۔اے)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہندوستانی وقت کے مطابق آج ٹھیک ۶ بجے شام خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(الزمر: ۵۴-۵۵)

ترجمہ:- اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے اوپر ظلم اور زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے یقیناً وہ بہت ہی مغفرت فرمانے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ (تمام گناہوں کو بخشتا ہے کا مطلب ہے کہ وہ جس کے حق میں چاہے تمام گناہ بخش سکتا ہے) اور اپنے رب کی طرف لَوٹو اور اس کے سپرد اپنے آپ کو کر دو۔ اس سے پہلے کہ وہ عذاب تمہارے پاس آجائے جو عذاب گناہوں کی شامتِ اعمال کے طور پر آیا کرتا ہے۔ پھر تمہیں کسی قسم کی کوئی مدد نہ دی جائے گی۔

پھر فرمایا:-

انسان کتنا نادان ہے کہ انسانی تعلقات میں توجہ سے دلی احترام ہوتا ہے جب تک معمولی معمولی غفلتوں پر بھی معافی نہ مانگ لے دل پر ایک بوجھ رہتا ہے لیکن خدا کے مقابل پر اتنی غلطیاں کرتا ہے اور بار ہا کرتا چلا جاتا ہے کہ اس کے دل پر کوئی بوجھ نہیں رہتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا بخش دے گا۔ یہ "بخش دے گا" کا جو جملہ ہے یہ گستاخی بھی ہے۔ اور قرآن مجید نے اُن گناہ گاروں کا ذکر کیا ہے جو خدا تعالیٰ کے متعلق تخفیف سے یہ فقرہ کہتے ہیں۔ چنانچہ یہود کے متعلق قرآنِ مجید میں یہی موجود ہے کہ وہ گناہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی بات نہیں خدا ہم کو بخش دے گا۔ یہ بھی گستاخی کی بات تھی۔ تو خدا سے بخشش کی اُمید رکھنا ایک عجز کو چاہتا ہے ایک انکساری کو چاہتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا جو آیتِ کریمہ مَیں نے آپ کو پڑھ کر سنائی ہے خدا تعالیٰ ہر گناہ بخش سکتا ہے جب چاہے اور جس کے بھی چاہے۔ لیکن اُن کے نہیں بخشتا جن کے ہاں ایک تکبر یا بے نیازی پائی جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات تب تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک بندے کے دِل میں

(باقی دیکھیئے صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰ر احسان ۱۳۷۲ ہش

سیرتِ طیبہ پر ناپاک حملے

(۲)

گزشتہ شمارہ میں ہم ان دنوں طبقۂ مولویان بالخصوص دیوبندی مولویان کی طرف سے حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس پر ناپاک حملوں کا ذکر کر چکے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتا چکے ہیں کہ چونکہ یہ مولوی دلائل کے میدان میں مات کھا چکے ہیں لہذا غلیظ گفتگو اور گندی گالیوں کے ذریعہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے اگر کبھی احمدیوں سے گفتگو کا موقع پیش آجائے تو یہی کہتے ہیں کہ "سیرتِ مرزا" پر گفتگو کریں گے۔ اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ علم و عقل کے میدان میں انسان جب مات کھا جاتا ہے تو وہ صرف بد زبانیوں کا سہارا لیتا ہے۔ یہی حال بعض متعصب عیسائیوں اور ہندوؤں کا بھی ہے کہ جب وہ اسلام کے روشن دلائل سے عاجز آجاتے ہیں تو سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو ہدفِ تنقید بناتے ہیں۔ طرح طرح کے الزامات و اتہامات آپؐ کی سیرتِ طیبہ پر لگاتے ہیں اور اب یہی وطیرہ اس زمانے کے مولویوں نے بھی اختیار کر لیا ہے۔

گزشتہ دنوں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موضوع پر گفتگو فرماتے ہوئے نہایت ایمان افروز رنگ میں بتایا تھا کہ ایسے تمام بے باک اور شوخ معترضین جو مامورینِ الٰہی کی سیرتوں اور اُن کے کیریکٹرز پر ناپاک حملے کرتے ہیں، اُنہیں سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ایک سُنہری اصول بیان فرمایا ہے۔ فرمایا:-

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (یونس: آیت نمبر ۱۷-۱۸)

یعنی تو انہیں کہہ کہ اگر اللہ کی یہی مشیت ہوتی (کہ اس جگہ کوئی اور تعلیم دی جائے تو میں اُسے تمہارے سامنے پڑھ کر نہ سُناتا اور نہ (ہی) وہ تمہیں اس (تعلیم) سے آگاہ کرتا چنانچہ اس سے پہلے میں ایک عرصۂ دراز تم میں گزار چکا ہوں کیا پھر (بھی) تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مامورِ الٰہی اپنے زمانہ کے لوگوں کے سامنے ایسی باتیں کرتا ہے جو اُس زمانہ کے لوگوں کے خود ساختہ اعتقادات کے خلاف ہوتی ہیں۔ اور جب علماء کہلانے والے ان کے جوابات سے قاصر رہتے ہیں تو وہ بجائے جواب دینے کے اس مامور کی سیرت پر جھوٹے الزامات لگا کر اس سے عوام الناس میں اپنی ظاہری اور جھوٹی واہ واہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں بھی ہوا۔ جبکہ دلائل کا جواب دلائل سے دینے کی طاقت نہ ہونے پر آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر ناپاک الزامات لگائے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فرمایا کہ ان کفار کو جواب دو کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ کہ میں دعویٰ نبوت سے قبل ایک عرصہ تک تم میں اپنی زندگی گزار چکا ہوں۔ اُس وقت تو تم مجھے "صَدوق" اور "اَمین" کہتے تھے اور میرا نام بطور مثال لیتے تھے۔ اب آج جبکہ مجھ میں اور تم میں اختلاف ہو گیا ہے تو تمہیں مجھ میں اور میرے کیریکٹر میں طرح طرح کے عیب نظر آنے لگے ہیں۔ پس یاد رکھو کہ میرے اور تمہارے درمیان یہی روشن امتیاز کافی ہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں گا تو بالآخر تم کامیاب ہو گے۔ اور اگر حقیقت یہ ہے کہ تم میری صداقت کو جھٹلا رہے ہو تو انجام کار کامیابی میرے قدم چُومے گی۔ اور تم مجھے جھٹلا کر، نہ صرف جھٹلا کر بلکہ میری سیرت پر گھناؤنے الزامات لگا کر چونکہ مجرم بن چکے ہو اس لئے یاد رکھو اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ۔ اللہ مجرموں کو کبھی کامیابی نصیب نہیں کرتا۔

یہی حال آج کے اس دور میں حضرت اقدس مسیحِ پاک مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ آپ کی ذاتِ اقدس کو بھی جب ہم قرآنِ مجید کے بیان فرمودہ معیارِ صداقت پر پرکھتے ہیں تو صاف دیکھتے ہیں کہ دلائل و براہین سے عاجز آکر آج کے مولوی آپ کی ذاتِ اقدس کو نشانۂ تنقید بنا رہے ہیں۔ جب آپ نے قرآنِ مجید سے ثابت فرما دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ رہنا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کی شکل میں تشریف لانا نہ صرف قانونِ قدرت کے خلاف ہے بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہتکِ شان ہے۔ اور اس سے ختمِ نبوت کی مُہر بھی ٹوٹتی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے کسی ایک اُمتی کا آپ کی کامل پیروی اور اطاعت کے نتیجہ میں درجۂ نبوت حاصل کرنا ہرگز ختمِ نبوت کے منافی نہیں تو اِن مولویوں نے ان مدلّل و مُسکت دلائل سے عاجز آکر گندی گالیوں اور جھوٹ کو اپنا سہارا بنا لیا۔ لیکن ایسے بد زبان مولویوں کو ہمارا یہی جواب ہے کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ سے قبل تو آپ کے رُوحانی آباء و اجداد آپ کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔ لیکن جب حضور اقدس نے دعویٰ فرما دیا تو پھر مخالفت کی وجہ سے سو سال سے گالیوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ جب آپس میں اختلاف ہو جائے تو انسان حریف کی تکذیب کے لئے نہ صرف اصل واقعات کو چُھپاتا ہے بلکہ اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لئے اور مدِ مقابل کو ہر طرح سے ذلیل کرنے کے لئے اس کے کیریکٹر پر گھناؤنے الزامات بھی لگاتا ہے۔ اور ہر منصف مزاج سمجھتا ہے کہ ایسے وقت کے الزامات کوئی وزن نہیں رکھتے اور اُن کا درجہ پلید کذب بیانی سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں۔ لیکن دعویٰ سے قبل جو نیک نامی اور شُہرت دُشمنان بھی بیان کرتے ہوں وہ یقیناً عقلاً وزن رکھتی ہے۔ چنانچہ درجِ ذیل آراء ملاحظہ فرمائیں:-

● مشہور اہلِ حدیث لیڈر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی، حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور آپ کی کتاب براہین احمدیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اِس زمانہ میں اور موجودہ زمانہ کے حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی ..... اور اِس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ہفتم نمبر ۶ صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

● شمس العلماء جناب مولانا سید میر حسن صاحب جو شاعرِ مشرق علامہ اقبالؔ کے اُستاد تھے حضرت اقدس علیہ السلام کے زمانۂ ملازمت کے متعلق فرماتے ہیں (خلاصۃً پیش ہے)

● آپ رشوت نہیں لیتے تھے۔ ● کم گو تھے۔ ● دنیوی لہو و لعب سے کنارہ کشی کرتے تھے۔ ● کثرت سے تلاوتِ قرآنِ مجید کرتے تھے اور تلاوتِ قرآنِ مجید کے وقت زار و قطار روتے تھے۔ ● اکثر عیسائیوں اور آریوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۵۴ طبع اوّل و ص ۲۷، ص ۲۷۲)

● مشہور مسلم لیڈر مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار کے والد ماجد منشی سراج الدین صاحب مرحوم کی شہادت ملاحظہ فرمائیے:-

"مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے ...
.... اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ کاروبارِ ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔" (اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء بحوالہ حیاتِ طیبہ مؤلفہ عبد القادر صاحب سابق سوداگر مل)

(باقی دیکھئے ص ۱۵ پر)

کون تم میں سے ہے جو میری سوانحِ زندگی پر نکتہ چینی کر سکتا ہے؟

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے اپنی حُجّت کو تم پر اس طور پر پُورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بُلاتا ہے خود کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے۔ اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب اِفتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور اِفتراء کا عادی ہے یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہو گا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانحِ زندگی پر نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اُس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

خطبہ جمعہ

مجالس انصار اللہ کو کوشش کرنی چاہئے کہ احمدی نسلوں میں عفّت کا احساس پیدا ہو

اگر اس بُرائی کی جڑیں نہ اکھیڑی گئیں تو یہ بُرائی A.I.D.S کی شکل میں اپنے انتقام پر آمادہ بیٹھی ہوئی ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ انسان کو ہلاکت سے بچانے کیلئے ہر ممکن کوشش کرے

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۷ر ہجرت (مئی) ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے حسب ذیل آیات زیرِ تلاوت فرمائیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ : آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱)

بعدہٗ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اب تو خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں ہر جمعہ کسی نہ کسی جماعت میں کوئی نہ کوئی ایسی تقریب منعقد ہو رہی ہوتی ہے کہ ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس جمعہ پر ہماری تقریب کا بھی یا افتتاح کیا جائے یا اس کا ذکر ضرور ہو جائے۔ شروع شروع میں دل رکھنے کی خاطر مجبوراً ایسا کرنا پڑے گا مگر بالآخر یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جسے ادا کرنا میری طاقت سے باہر ہو جائے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں روز بروز ترقی کر رہی ہیں

چند سال پہلے تک دنیا بھر میں جماعتوں کی جو تعداد تھی اب اُس سے تقریباً ڈیڑھ گنی ہو چکی ہے اور جماعتوں کے بڑھنے کے ساتھ اس قسم کی تقریبات میں بھی اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے پھر جماعتی تقریبات ہیں۔ مجالس تقریبات ہیں۔ جو انصار اللہ، خدام الاحمدیہ لجنہ اماء اللہ، اطفال الاحمدیہ وغیرہ وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں اس لئے شروع میں تو دلداری کی خاطر اور شوق بڑھانے کے لئے ان خواہشات کو ضرور پورا کرنا ہوگا۔

آج مجلس انصار اللہ یو ایس اے کی طرف سے یہ درخواست ملی ہے کہ کل سے یعنی ہفتہ کے روز سے ہمارا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور ساتھ ہی مجلس شوریٰ بھی ہوگی اس موقعہ پر ہمارے لئے خصوصی پیغام دیں۔ پہلا خصوصی پیغام تو یہی ہے کہ اللہ مبارک فرمائے اور کثرت کے ساتھ انصار کو اس میں شمولیت کی اور اس اجتماع سے استفادہ کی توفیق بخشے اجتماع میں شمولیت سے ایک رونق سی پیدا ہو جاتی ہے دلوں میں ولولے سے اُٹھتے ہیں اور انسان دو تین دن کے عرصہ میں ہی وقتاً فوقتاً بلکہ ساتھ بہ ساتھ ایمان میں ترقی کرتا ہوا محسوس کرتا ہے اور اجتماع کے دوران دلوں کی جو کیفیت ہوتی ہے اگر وہ سارا سال رہے، تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت بہت تیزی کے ساتھ ترقی کرے گی۔ پس میری نصیحت یہی ہے کہ ان کیفیات کی حفاظت کیا کریں۔ یہ مقدس امانتیں ہیں جو آپ کو جماعتی اجتماعات کے موقعہ پر عطا ہوتی ہیں خواہ وہ جلسہ سالانہ ہو یا دیگر ذیلی تنظیموں کی تقریبات ہوں۔ سب احمدیوں کا یہ تجربہ ہے کہ دلوں میں ایک غیر معمولی طور پر ایک تموّج پیدا ہو جاتا ہے۔ **اور انسان اپنے** آپ کو پہلے سے بہت زیادہ جماعت کے قریب پاتا ہے اور نیکیوں کے قریب پاتا ہے تو ان کی حفاظت کے لئے اس تموّج کی حفاظت ضروری ہے۔ بعض نیکیاں ایسی ہیں جو انسان کو سنبھال لیتی ہیں اور حفاظت کرتی ہیں۔ بعض نیکیاں ایسی ہیں جن کی حفاظت کرنی پڑتی ہے تب وہ حفاظت کرتی ہیں ایسی نیکیوں میں سے قرآن کریم نے نماز کی مثال دی ہے جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بیان کیا تھا کہ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ: تم نماز کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ تم نماز کی حفاظت کرو اور نماز تمہاری حفاظت کر رہی ہو۔ پس بہت سی ایسی نیکیاں ہیں جو حفاظت چاہتی ہیں اور مسلسل حفاظت چاہتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں آپ کو ان کی طرف سے بھی مسلسل حفاظت ملے گی اور اس کا آخری تعلق دل کے جذبہ سے ہے۔ اور ولولہ سے ہے اگر ولولہ جھاگ کی طرح اُٹھے اور جھاگ کی طرح بیٹھ جائے۔ دو تین دن کے اندر سمٹ کر وہیں جولانی دکھائے اور وہیں ختم ہو جائے تو ایسے ولولہ سے مستقل فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ پس میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر ایسے اجتماع کے وقت ہر فرد کو جو شامل ہو رہا ہو اس کو کچھ نہ کچھ فیصلے کرنے چاہئیں اور ان فیصلوں کی حفاظت کرنی چاہئے۔ ہر اجتماع کے موقعہ پر ہر شخص اگر یہ سوچے کہ میں نے جو لذت پائی تھی اسے ہمیشہ زندہ رکھنے کے لئے کیا طریق ہے۔ تو ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان نمازوں میں باقاعدہ ہو جائے۔ اجتماع کا نماز کے ساتھ جو یہ تعلق ہے اس پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے واقعہ یہ ہے کہ اگر اجتماع اللہ کی خاطر نہیں اور جو سرور آپ حاصل کر رہے ہیں، وہ خدا کی خاطر نہیں تو اس اجتماع کا ولولہ ایک جھوٹا ولولہ ہے اس کو زندہ رکھنے کی ضرورت بھی کوئی نہیں ایسے اجتماع کا ولولہ تو ہر میلے پر پیدا ہوتا ہے بلکہ بعض میلوں پر جانے والے جانتے ہیں کہ ان کو دینی اجتماعات کے مقابل پر میلوں میں شامل ہونے کا بہت زیادہ مزا آرہا ہے۔ پس

سب سے پہلی میری نصیحت

یہ ہے کہ اپنے اس ولولے کا تجزیہ کریں اور دیکھیں کہ آپ کو خدا کے قرب کی وجہ سے لذت آئی تھی نیکیوں کے قریب ہونے کے نتیجہ میں لذت ملی تھی یا محض اس لئے کہ ایک ہنگامہ تھا۔ ایک

رونق تھی۔ اچھی نظمیں پڑھی گئیں۔ اچھی تقریریں ہوئیں اور ایک ذہنی لطف اٹھا کر آپ اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ اگر قرب الٰہی کا احساس ہے اگر یہ احساس ہے کہ نیک لوگوں کی مجلس میں بیٹھ کر دن رات نیکی کی باتیں کر کے بہت مزا آیا ہے تو پھر لازماً اس جذبہ کی حفاظت ہونی چاہیئے اور یہ حفاظت نماز کر سکتی ہے۔ اور کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ کیونکہ نمازیں روزانہ پانچ دفعہ آپ کو بار بار ان ولولوں کا اعادہ کرنا ہوتا ہے پانچ مرتبہ خدا کے حضور حاضر ہونا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے تعلقات کو استوار کرنا ہوتا ہے ان تعلقات کو دن بدن بہتر بناتے چلے جانا ہے۔ اگر ایسا ہو تو نمازیں زندہ رہتی ہیں ایک معنی حفاظت کا یہ بھی ہے کیونکہ حفاظت کا شعور اور توجہ سے گہرا تعلق ہے۔ غفلت اگر ہو تو حفاظت نہیں رہتی پس زندگی ہو گا یہ۔ تجربہ ہے کہ نمازوں میں اگر ہمیشہ کوئی نہ کوئی نئی بات پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو نمازوں سے انسان پورا فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ پانچ وقت کی نماز جہاں ایک نعمت ہے وہاں ایک پہلو سے اس میں ایک خطرہ بھی مضمر ہے جو چیز بار بار اسی طرح دیسے ہی جذبات سے ادا کی جائے اس سے طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے اس سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے اس سے یہ نیند سی آنے لگتی ہے اور انسان کوشش کرتا ہے کہ رسمی طور پر اس چیز سے گزر جاؤں اور پھر اپنے دلچسپ مشاغل کی طرف لوٹوں۔ یہ جو انسانی کیفیت ہے یہ اس بات کی مظہر ہے اور قطعی شہادت دے رہی ہے کہ آپ نے نماز کی حفاظت نہیں کی کیونکہ آپ نماز سے غافل ہو رہے ہیں اور جب آپ نماز سے غافل ہو رہے ہوں تو حفاظت ہو ہی نہیں سکتی۔ حفاظت کا مضمون ہمہ بیداری کا مضمون ہے۔ حفاظت کا مضمون بتاتا ہے کہ اپنی نماز میں ہمیشہ ایسا تنوع پیدا کرتے چلے جائیں کہ اس میں ایک تازگی پیدا ہو ایک لذت پیدا ہو۔ نماز سے ایک نیا تعارف حاصل ہو اور وہ جاگا ہوا شعور نماز کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں پھر نماز آپ کی حفاظت کرتی ہے۔ اجتماع کے موقعہ پر خواہ وہ کیسا ہی اجتماع ہو جماعت کا ہو یا ذیلی تنظیموں کا۔ انسان کو ان باتوں پر غور کرنے اور ان کا گہرے نتیجہ میں خود مستقل فیصلہ کرنے کا ایک موقعہ ضرور مل جاتا ہے۔ میرا یہ مشورہ ہے کہ یونائیٹڈ سٹیٹ میں جو اجتماع ہو رہا ہے وہاں خصوصیت کے ساتھ اس ریزولیوشن کی ضرورت ہے۔ یہ عہد باندھنے کی ضرورت ہے کہ ہم روزمرہ خدا کے قریب ہونے کی کوشش کریں گے کیونکہ خدا کے قریب ہونے کی کوشش تو ہر جگہ ضروری ہے لیکن بعض جگہ یہ زندگی اور موت کا بہت زیادہ مسئلہ بن جاتا ہے۔ ایسے غریب معاشرے جہاں خدا سے بدکانے اور دور ہٹانے کے سامان کم ہیں وہاں غفلت کے نتیجہ میں فوری ہلاکت واقع نہیں ہوا کرتی۔ غفلت کی حالت میں آپ رہ بھی سکتے ہیں کیونکہ اتنے لٹیرے نہیں ہیں، اتنے ڈاکو نہیں ہیں اس لئے خطرات کم ہیں لیکن یونائیٹڈ سٹیٹس مغربی تہذیب کی سب سے بلند و بالا چوٹی ہے اور مغربی تہذیب میں مذہب کو نکال کر جو بدیاں پائی جاتی ہیں وہ تمام خدا سے دوری کی بدیاں ہیں۔ ان بدیوں کی پہچان یہ ہے کہ انسان خدا سے جتنا دور ہو اتنا ہی مادیت میں لذت پاتا ہے اور خدا کے قرب سے گھبراتا ہے۔ جتنا وہ اپنی لذت گاہوں کے قریب جاتا ہے خدا کے تصور سے دور ہوتا چلا جاتا ہے اور ان لذتوں کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ اس کے نتیجہ میں پھر خدا کا قرب تکلیف دینے لگتا ہے۔ بعض باتیں رفتہ رفتہ ہو رہی ہوتی ہیں اور آپ کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ ہم سرکتے سرکتے کہاں جا پہنچے ہیں اور آگے ہمارا رُخ کس طرف ہے۔ میں نے پہلے ایک دفعہ مثال دی تھی کہ

اپنے بچوں پر نظر رکھ کر دیکھیں

کہ جب وہ ٹیلیویژن پر وہ پروگرام دیکھ رہے ہوں اور ان کے کان میں آواز پڑے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے نماز پڑھو تو ان کے چہرے پر جو رد عمل ہے اس کا مطالعہ کر کے دیکھیں بعض ایسے ردِ عمل ہوں گے کہ جو پڑھ کر والدین کے ہوش اُڑ جانے چاہئیں کیونکہ وہ اُن کی قطعی ہلاکت کی خبر دے رہے ہوں گے وہ دل سے ایسی بیزاری سے اُٹھیں گے کہ کیا عذاب، کیا مصیبت ڈالی ہوئی ہے۔ ہم جب کوئی پروگرام دیکھ رہے ہوتے ہیں تو آواز پڑ جاتی ہے کہ اُٹھو جی نماز پڑھو یہ کرو تو وہ کرو۔ یہ ردِ عمل بعض دفعہ دبا ہوا صرف اداؤں سے معلوم ہوتا ہے بعض دفعہ لفظوں سے ظاہر ہو جاتا ہے اور ایسے بچے انتظار کرتے ہیں کہ جب کبھی ماں باپ کے دائرہ اثر سے باہر جائیں تو پھر اپنی مرضی کے رستے تلاش کریں اپنی مرضی کی دلچسپیوں میں حصہ لیں اور یہ جو ہلاکت ہے یہ سب سے زیادہ مغرب میں ہماری نسلوں کو آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہی ہے اور یہ وہ ہلاکت ہے جو سب سے زیادہ امریکہ میں پل رہی ہے اور وہاں سے پھر باقی ممالک کو ایکسپورٹ ہوتی ہے۔ نئی دنیا نے تعیش کے جتنے ذرائع ایجاد کئے ہیں ان کی پیداوار کی سب سے بڑی منڈی امریکہ ہے اس منڈی سے یہ مال ہول سیل خرید کر پھر غیر ممالک کو، دساور کو بھیجا جاتا ہے۔

میں نے یہ بات جو چند لفظوں میں بیان کی ہے اس پر آپ غور کر کے دیکھیں تو تمام تفاصیل میں یہ بات درست نکلے گی۔ پس امریکہ جیسے ملک میں رہتے ہوئے جب آپ اجتماعات منعقد کرتے ہیں۔ انصار کے ہوں یا لجنہ کے یا کسی اور کے تو دیکھنا یہ ہے کہ ان اجتماعات سے آپ کو باقی رہنے والا کیا فائدہ حاصل ہوا تمام دوسری تقریریں جو مختلف موضوعات پر ہیں وہ اچھی ہوں گی لیکن سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ امریکہ میں رہتے ہوئے اخلاقی قدروں کو جو خطرات درپیش ہیں، ہماری آئندہ نسلوں کو جو خطرات درپیش ہیں ان کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہوئے سب سے زیادہ زیرِ بحث لایا جائے اور اس کے متعلق ذرائع اختیار کئے جائیں تدبیریں سوچی جائیں ان پر دائماً عمل کرنے کے منصوبے بنائے جائیں اور پھر وقتاً فوقتاً جائزہ لینے کا انتظام بنایا اور نافذ کیا جائے۔ یہ سارے انتظامات جن کا میں ذکر کر رہا ہوں ان کا خلاصہ وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ قرب الٰہی کی کوشش کی جائے اور نمازوں کو قائم کیا جائے اور نمازوں کو قائم کرنے میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نماز میں ایسی لذت پیدا کرنا ضروری ہے یا نماز سے ایسا تعلق باندھنا ضروری ہے کہ دیگر تعلقات اس کے مقابل پر ہیچ ہو جائیں۔ یہ اعلیٰ مقصد جب تک حاصل نہیں ہوتا نمازی محفوظ نہیں ہے کیونکہ اس کی نمازیں محفوظ نہیں ہیں اور یہ اعلیٰ مقصد حاصل کرنے میں بڑی جدوجہد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس ضمن میں جو خطرات مغرب کی دنیا میں ہیں وہ مشرقی دنیا سے بہت ہی زیادہ بھیانک ہیں کیونکہ

دو طرح کے فتنے

یہاں بے دھڑک گھر گھر میں داخل ہو چکے ہیں اور ہر گھر میں وہ کھُلے کھیل رہے ہیں اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہے۔

ان فتنوں میں سے ایک مغربی آزادی کا تصور ہے۔ ایسا غیر متوازن تصور ہے کہ اگر آپ اس کا تجزیہ کر کے دیکھیں تو آپ کو حیرت ہوگی کہ کیسا جاہلانہ خیال ہے لیکن ہماری نسلوں کو اسی جاہلانہ خیال سے مذہب سے دور پھینکا جاتا ہے۔ ان ممالک میں اور خصوصاً امریکہ میں جب بچہ جوان ہو رہا ہو یا بیٹی بڑی ہو رہی ہو اور بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہو تو اس کے سکول کی طرف سے، اس کے گردوپیش کی طرف سے اس کے دوستوں کی طرف سے اس کو پیغام ملتا ہے کہ مبارک ہو اب تم آزاد ہو رہے ہو۔ اے بچو اب تم آزادی کے قریب پہنچ رہے ہو اور اس عمر میں داخل ہو رہے ہو کہ تمہیں اپنے ماں باپ کی اقدار کی پیروی کرنے کی مذہبی اقدار کی پیروی کرنے کی، اخلاقی قدروں کی پیروی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ ساری فرسودہ باتیں ہیں اس وقت

تک یہ تم پر لازم ہیں جب تک تم ماں باپ کے گھر میں رہنے کے پابند ہو جب تک ان کو کچھ اختیار ہے کہ تمہاری اخلاقی تعمیر میں کچھ کوشش کریں۔ اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ گئے اب تم آزاد ہو جس کے ساتھ چاہو راتیں بسر کرو جو چاہو گند کرو جس قسم کے ٹیکے لگوانے ہیں لگواؤ یہ دنیا چند روزہ ہے جیسے عیش کرنے ہیں عیش کر لو تمہیں اب کوئی پوچھ نہیں سکتا کوئی روک نہیں سکتا تم مادر پدر آزاد ہو۔ اب مادر پدر آزاد ہونے کا جو یہ محاورہ ہے یہ اردو کا محاورہ ہے اور اس زمانہ میں بنا تھا جب مادر پدر آزاد ہوتا ہی کوئی نہ تھا کوئی قسمت کا مارا کہیں آزاد ہو جاتا ہوگا لیکن یوں لگتا ہے جیسے پیشگوئی کی گئی تھی اور یہ پیشگوئی سب سے زیادہ امریکہ پر صادق آرہی ہے۔ وہاں ہر بچہ بلوغت سے پہلے ہی مادر پدر آزاد ہونے کی کوشش کرتا ہے، نہ ماں کا اثر رہے نہ باپ کا اثر رہے اور معاشرہ اس کو یہ دھوکہ دیتا ہے اور شیطان اس کے کانوں میں یہ بات پھونکتا ہے کہ تم آزاد ہو اب تمہیں ان پابندیوں کی کیا ضرورت ہے اس آواز کا جھوٹ اور فریب ایک اور آواز سے ظاہر ہوتا ہے جو ساتھ ہی کانوں میں پڑتی ہے اور وہ قانون کی آواز ہے۔ وہ آواز یہ کہتی ہے کہ دیکھو جو بلوغت سے پہلے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون توڑا کرتے تھے ان کی سزا کم ہوا کرتی تھی ان میں تم پوری طرح ذمہ دار نہیں تھے۔ لیکن اب تم ایسی عمر کو پہنچ رہے ہو کہ خبردار جو تم نے کبھی قانون سے باہر قدم رکھا۔ ہمارے بنائے ہوئے قوانین یعنی انسانی قوانین کو اتنی طاقت ہے اتنی عظمت ہے کہ اب بلوغت کی عمر کے بعد ان کو توڑنے کا کبھی تصور نہ کرنا ورنہ پہلے اگر تمہیں قتل کے الزام میں وقتی معمولی سزائیں دی جاتی تھیں (اگر قتل ثابت ہو جائے تو) کیونکہ بالغ عمر کو نہیں پہنچتے تھے۔ لیکن اب اگر قتل کرو گے تو عمر قید بھی ہو سکتی ہے اور بعض ریاستوں میں پھانسی بھی لگ سکتی ہے تو یہ ایک اور آواز اٹھ رہی ہے عمر وہی ہے وہی عمر کی ایک لکیر ہے جس سے قدم دوسری طرف جانے والا ہے خدا کے قانون کے مطابق ان قوموں کا یہ پیغام ہے کہ اے وہ بچے جو اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ رہے ہو مبارک ہو تم خدا کی خدائی سے آزاد کئے جاتے ہو۔ اخلاقی قیود کے متعلق ان کو پیغام ہے کہ اے بچو! جو اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ رہے ہو۔ تمہیں مبارک ہو کہ ہر قسم کی اخلاقی قدروں سے ہم تمہیں آزاد کرتے ہیں۔ معاشرتی اور تمدنی طور پر ان کو یہ پیغام ملتا ہے کہ اے بچو جو اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچ رہے ہو تم ماں باپ رشتے داروں، پرانی خاندانی اور روایتی قدروں سے آزاد کئے جاتے ہو۔ تم اب ان باتوں کی پیروی کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو چاہو کرتے پھرو اور قانون کی طرف سے یہ پیغام ہے کہ ہاں انسان کے بنائے ہوئے ہمارے ملک کے جو قوانین ہیں خبردار جو ان کو ٹیڑھی نظر سے دیکھا۔ عمر ایک ہی ہے پیغام دو ہیں اسی کا نام دجل ہے اسی کا نام دھوکہ بازی ہے اگر بلوغت کی عمر کا تقاضا ذمہ داری تک کی عمر کو پہنچنا ہے۔ تو دونوں طرف برابر ہی پیغام ملنا چاہئے تھا دونوں آوازیں یکساں اور ہم آہنگ ہونی چاہئیں تھیں اور ملک کے بڑے بڑے جو بااثر لوگ ہیں یا سکولوں اور کالجوں میں جو اساتذہ وغیرہ ہیں اور جو بچوں پر اثر رکھتے ہیں ان سب کو یہی کہنا چاہئے کہ دیکھو تم انسانی قانون کی زد میں آرہے ہو اخلاقی قانون کی زد میں بھی پہلے سے بڑھ کر ہو۔ مذہبی قانون کی زد میں بھی پہلے سے بڑھ کر ہو اگر تم سچے ہو تو جس چیز کو تم سچائی سمجھتے ہو اس پر تمہیں پہلے سے بہت زیادہ ذمہ داری سے عمل کرنا ہوگا اس سے غرض نہیں ہے کہ تم عیسائی ہو یا مسلمان ہو یا ہندو ہو یا سکھ ہو لیکن تم اس سچائی کو جس کو تم نے قبول کر رکھا ہے سچائی سمجھ کر قبول کر رہے ہو پس اعلیٰ انسانی قدروں کا تقاضا ہے، بالغ نظری کا تقاضا ہے کہ تم پہلے سے بڑھ کر ان چیزوں کی قدر کرو لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے بالکل برعکس دو الگ الگ پیغام دنیا کو دئے جا رہے ہیں۔ اجتماع کے موقعہ پر آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ آپ کس ملک میں ہیں اور اس ملک کے خطرات کیا کیا ہیں اور ان کی نشاندہی کرنی چاہئے اور یہ جو پیغام امریکہ کے لئے ہے یہی پیغام ساری مغربی دنیا کے لئے ہے لیکن بسا اوقات میں مشرقی ممالک کی خرابیوں کا ذکر کرکے ان کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں اب مغربی دنیا میں ہونے والے اجتماع کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے خطبہ کو زیادہ تر اسی دائرہ میں محدود رکھنا چاہئے کہ مغربی دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو جو مختلف قسم کے چیلنج مل رہے ہیں، مختلف قسم کے خطرات درپیش ہیں ان کے متعلق ہمیں کس طرح جوابی کارروائی کرنی چاہئے اور طریق کار جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہی ہے کہ خدا کی طرف واپس جانا ہوگا۔ یہی خلاصہ ہے جو میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی حفاظت نہیں اور

اللہ تک پہنچنے کے لئے نماز سے بہتر کوئی وسیلہ نہیں ہے

ان دو باتوں کے علاوہ اب میں تفصیل سے یہ بتا رہا ہوں کہ خطرات کی نشاندہی کریں کیونکہ قرآن کریم نے ہمیں پہلے سے متنبہ کر رکھا ہے کہ شیطان ایسی طرفوں سے ایسی سمتوں سے، ایسے لباس میں حملے کرتا ہے کہ تم اس کو دیکھ نہیں رہے ہوتے۔ پس دو ہی وجود ہیں جن کے متعلق قرآن کریم نے اس قسم کے لفظ استعمال کئے ہیں کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اُسے نہیں دیکھ رہے۔ ایک خدا ہے جس کے متعلق بار بار ہمیں بتایا گیا کہ دیکھو تم نہ بھی دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے تم اس سے غافل نہ رہنا اور دوسری طرف انتہا پر یہ بتا دیا گیا کہ شیطان بھی تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اُسے نہیں دیکھ رہے یعنی اکثر آنکھیں بند کر لیتے ہو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس لئے تم جو مرضی کرتے پھرو اس کا مطلب یہ ہے کہ شعور پیدا کرو۔ خدا کو دیکھنے کا اپنے اندر احساس پیدا کر لو اپنی فکر کی نظر سے اپنے جذبات کی نظر سے تم بھی خدا کو دیکھنے کی کوشش کرو اور اس پہلو سے جتنی رؤیت بڑھے گی اتنا زیادہ تم حفاظت میں آتے چلے جاؤ گے۔ دوسری طرف شیطان کو دیکھنے کی کوشش کرو سمجھو کہ وہ کس طرف سے حملہ آور ہوتا ہے عام دنیاوی زبان میں یہ ایسا ہی مضمون ہے کہ تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ تمہارے حفاظت کے سامان کہاں کہاں واقع ہیں کہاں تمہاری بندوقیں کہاں تمہارے ہتھیار۔ کہاں تمہارے ساتھ کے مددگار کون سے مضبوط قلعے ہیں جن میں تم محفوظ ہو سکتے ہو وغیرہ وغیرہ اور دوسری طرف یہ پتہ ہونا چاہئے کہ تمہاری کمزوریاں کون کون سی ہیں۔ کہاں سے دشمن حملہ کر سکتا ہے۔ نقب کہاں سے لگ سکتی ہے کیسے ڈاکہ پڑ سکتا ہے کون سے غفلت کے ایسے لمحات ہیں جن میں عام طور پر انسان سو جاتا ہے اور دشمن بیدار ہو جاتا ہے تو مضمون یہی ہے جو بیان ہوا ہے لیکن مذہبی اصطلاحوں میں وہ باتیں کی گئی ہیں پس آپ کو شیطان کے متعلق نگاہ رکھنی چاہئے کہ کہاں سے حملہ آور ہوگا ان باتوں کی نشاندہی کرتے ہوئے میں نے ایک مثال دی ہے ایک آپ پر اور آپ کی نسلوں پر حملہ کرے گا۔ کہ تم بالغ ہو چکے ہو آزاد ہو خدا کا قانون اب تمہیں پابند نہیں کر سکتا تمہاری خاندانی روایات کی اب کوئی قیمت نہیں رہی جو چاہو کرتے پھرو یہ جھوٹ ہے جس سے متعلق بچوں کو سمجھانا ضروری ہے یہ ایسا جھوٹ ہے جس کے متعلق بہت چھوٹی عمر سے بچوں کو متنبہ کرنا ضروری ہے اور سمجھا کر ان کو ہم خیال بنانا ضروری ہے ورنہ اگر پہلے سے ہی ان کی ذہنی تیاری آپ نے نہ کی تو وہ ہاتھ سے نکل چکے ہوں گے پھر وہ ان کی بات مانیں گے اور آپ کی رد کر دیں گے۔ کیونکہ غیر کی بات میں ان کے نفس کی تمنائیں ساتھ شامل ہیں۔ غیر وہ باتیں کرتا ہے جس کی طرف نفس کا رجحان اور بہاؤ ہے انسان اس طرف جانا چاہتا ہے جس طرف بلایا جا رہا ہے اور دوسری طرف وہ ہے جہاں جانا نہیں چاہتا یعنی مشکل کام ہے۔ بے لذت کام ہے ایک بوجھ ہے طبیعت پر اور جذبات کی کئی قسم کی قربانی کرنی پڑتی

ہے۔ پس خلاصۃً ہماری تربیت کے مسائل یہی ہیں ان پر مزید تفصیل کے ساتھ نظر رکھنا اور ہر سوسائٹی کی طرف سے جو خطرات درپیش ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر بیش بندی کرنا اور سوراخوں کو بند کرنا یہ راز طور کے تحت قرآنی تعلیم ہے جس کے بڑے وسیع معنی ہیں یہ بھی پیغام ہے کہ جن جن ملکوں میں تم رہتے ہو اور جن جن سوسائٹیوں میں تم بستے ہو وہاں کے خصوصی خطرات کی نشاندہی کرو اور ان سوراخوں کو بند کر لو۔ جہاں سے وہ خطرات داخل ہوا کرتے ہیں۔ جیسے چوہوں کے بلوں کو بند کیا جاتا ہے۔ جیسے ان سوراخوں کو بند کیا جاتا ہے جہاں سے سانپ بچھو داخل ہو جایا کرتے ہیں اسی طرح انسانی اخلاقی دنیا کا حال ہے یہ واقعۃً جانور ہیں جو آیا کرتے ہیں۔ فرضی باتیں نہیں ہیں اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ شیطانی نظام کن معنوں میں کس طرح وسعت پذیر ہے۔ کہ ہر حال میں کسی نہ کسی طرح انسان تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کوئی ایسا شیطان ظاہری طور پر الگ وجود ہے بھی یا نہیں یا ہر شیطان انسان کے نفس میں ہی ہے ان بحثوں سے الگ یہ بات قطعی ہے کہ شیطان ضرور خواہ وہ خون میں دوڑ رہا ہو یا باہر سے حملے کر رہا ہو اس کے حملے دکھائی دیتے ہیں اور نظر آتے ہیں اس کے وسوسے انسان ہر روز سنتا ہے اور ہر روز اکثر ان کے حق میں جواب بھی دے دیتا ہے ہر قسم کے وسوسے جو نیکی سے بدی کی طرف کھینچتے ہیں وہ آنکھ کھلنے سے شروع ہو کر رات آنکھ لگنے تک جاری رہتے ہیں اور پھر آنکھ لگنے کے بعد بھی وہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے کہ جو لوگ بد وساوس کا شکار رہتے ہیں بُری تمنائیں پالتے ہوئے دن بسر کرتے ہیں آنکھ لگنے کے بعد بھی نیند کے بعد بھی ان کی خوابیں اسی مضمون کی چلتی ہیں وہ جو دن کے وقت کچھ کمی رہ گئی تھی وہ خوابوں کی دنیا میں پوری ہو جاتی ہے خواہ وہ خوابیں یاد رہیں یا نہ رہیں لیکن یہ

ایک طے شدہ مسلّمہ حقیقت

ہے کہ جیسی سوچیں ہے کہ انسان سوتا ہے ویسی ہی اس کو خوابیں بھی آتی رہتی ہیں اور پہلے جو شعوری پیغام ملا کرتے تھے اب وہ پیغام تحت الشعور میں ملنے شروع ہوتے ہیں اور بعض دفعہ وہ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ تحت الشعور کے پیغام اور زیادہ پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ شیطان وہاں سے حملے کرتا ہے جہاں سے تم دیکھ نہیں رہے۔ پس دن کے جو خیالات ہیں ان میں انسان کسی حد تک واقف ہوتا ہے کہ ہاں مجھے بدی کا پیغام ملا ہے بدی کی طرف میرا رجحان ہوا ہے لیکن ان باتوں کو سوچتے سوچتے جب آپ سو جاتے ہیں تو سوتے ہوئے تحت الشعور میں جو ہل چل مچتی ہے اور تمنائیں آپ کو خاص حصول میں روانہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں آپ کو احساس ہی نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ نیند سے بظاہر بڑے مزے سے آنکھیں ملتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں اور ایک نیا دن شروع کرتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ بعض دفعہ رات کے بھوت اس نئے دن میں بھی آپ کا تعاقب کر رہے ہوتے ہیں، ساتھ چل رہے ہوتے ہیں اور وہ دکھائی نہیں دیتے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے نفس میں بعض بدیاں کرنے کے فیصلے ہو چکے ہوتے ہیں۔ لاشعوری طور پر ہو چکے ہوتے ہیں اور آپ کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ میرے نفس نے رات کیا فیصلے کئے ہیں۔ لیکن آئندہ جب آپ کو آزمایا جاتا ہے تو وہ رات کے فیصلے دن کے فیصلے بن جاتے ہیں۔ پھر آپ شعوری طور پر وہی حکم مانتے ہیں جو آپ کا لاشعور آپ کو دے رہا ہے۔ پس یہ بہت ہی گہرا مسئلہ ہے جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھا ہے کہ شیطان وہاں سے حملے کرتا ہے جہاں سے دکھائی نہیں دیتا۔ مؤمن کا کام ہے کہ ان جگہوں کی نشان دہی

کرے، ان کو پہچانے اور ان کے مقابل پر مستعد رہے اور تمام دفاعی منصوبے بنائے اور حکمت کے ساتھ ان تمام سوراخوں کو بند کرے جہاں سے سانپ بچھو اور دیگر موذی جانور داخل ہوا کرتے ہیں۔

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو مغرب میں عام ہوتی جا رہی ہیں لیکن امریکہ میں وہ بنتی ہیں اور وہیں سے اکثر باقی دنیا کو وہ برآمد کی جاتی ہیں ان میں ایک PREGNANCY AND BIRTH OUT OF WEDLOCK ہے اس کو میں نے انگریزی میں بیان کیا ہے مطلب یہ ہے کہ ایسے بچے پیدا ہونا جن کو مذہبی قانون کی طرف سے پیدا ہونے کا کوئی حق نہیں ہے میں نے مذہبی قانون اس لئے کہا ہے کہ دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں خواہ اُن کا تعلق خدا سے ٹوٹ بھی چکا ہو وہ بھی جب باقاعدہ اپنی شادی بیاہ کی رسوم کے مطابق میاں بیوی کو ملاتے ہیں تو ہر مذہب کی رُو سے وہ بچے جائز ہیں اور اُن کا حق ہے۔ پس خواہ وہ خدا سے بے تعلق بھی ہو چکے ہوں یہ اللہ کی رحمتِ عامہ ہے کہ اس نے یہ حق ساری دنیا کے مذاہب کو یا رواجات کو یا قوانین کو دے رکھا ہے مذاہب کے علاوہ بھی وہ تمام رواج، تمام قوانین، تمام رسمیں جن کی رُو سے مرد اور عورت کو میاں بیوی قرار دیا جاتا ہے اس کے بعد جو بھی اولاد پیدا ہوتی ہے مذہب کی نظر میں یعنی خدا کی نظر میں وہ جائز اور درست ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ اسلامی طریق پر شادی ہو یا کسی ہندوانہ طریق پر مذہبی بنیادی قانون جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھا ہے یہی ہے کہ ہر قوم میں اپنے رسم و رواج کے مطابق جو شادیاں ہوتی ہیں ان کی اولاد درست ہے اولاد درست سے مراد یہ ہے کہ اولاد کا پیدا ہونا ایک تسلیم شدہ قانونی حق ہے امریکہ ایک وہ ملک ہے جہاں بدنصیبی سے اس حق کی سب سے زیادہ خلاف ورزی ہو رہی ہے ایک موقع پر میں نے اعداد و شمار پڑھے تو میں حیران رہ گیا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ واقعۃً طبیعت لرز اُٹھی کہ ان اعداد و شمار کی رُو سے امریکہ میں ہر سال پیدا ہونے والے بچوں میں ۳۳ فیصد ناجائز بچے ہیں یعنی کسی قانون کی رُو سے بھی ان کو پیدا ہونے کا حق نہیں ملتا خواہ وہ ریڈ انڈین کا قانون ہو یا عیسائیت کا ہو کوئی بھی ہو۔ دنیا کا قانون ہو تو ان کو گویا کسی مذہب نے، کسی رواج نے، کسی قانون نے دنیا میں آنے کا کوئی حق نہیں دیا اور یہ بد رسم اب امریکہ میں ایک وباء کی صورت میں چل پڑی ہے اور اس کو کوئی جرم ہی نہیں سمجھا جاتا سوال یہ ہے کہ اگر جرم نہ سمجھا جائے تو کیا یہ بچے جائز ہوں گے۔ جہاں تک رسم و رواج کا تعلق ہے خدا نے آزادی دی ہے ان کی رُو سے خواہ وہ کیسے ہی رسم و رواج جب بھی شادی ہو گی جائز اولاد ہو گی لیکن اگر کسی رسم و رواج کی پیروی بھی نہیں کی جا رہی کھلی آزادی ہے یعنی لڑکا اور لڑکی آپس میں ایک ایسا تعلق قائم کرتے ہیں جس کو معاشرے نے تسلیم نہیں کیا تو اس کے نتیجہ میں جو اولاد ہے اس کو ہم ناجائز اولاد کہتے ہیں اگر ہر سال کسی ملک کے تیسرے حصہ بچے ناجائز اولاد بن رہے ہوں تو تین سال چار یا پانچ سال دس سال کے اندر اندازہ یہ لگایا جا سکتا ہے کہ ساری قوم کا خون ایک دفعہ گندا ہو چکا ہے اور یہ کئی بار ہو چکا ہے اللہ بہتر جانتا ہے ایک پہلو تو یہ ہے جس کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ عفت اور عصمت کی طرف آپ کو امریکہ میں خصوصیت کے ساتھ واپس آنا ہو گا۔ اور اس کے لئے بہت وسیع جدوجہد کرنی ہو گی۔ ایسی جدوجہد جو جماعتی حدود کی اندر محدود نہ رہے۔ بلکہ اچھل کر باہر سوسائٹی میں پھیلے

انصار اللہ کے لئے ایک بہت اچھا موقعہ

ہے۔ کیونکہ خدام اس قسم کی جدوجہد اگر شروع کریں تو ان کے اپنے لئے خطرات لاحق ہیں۔ کئی ایسے مواقع ہوتے ہیں جہاں عورتوں کو بھی سمجھانا پڑتا ہے ماں باپ کے پاس جانا پڑتا ہے ایک مہم چلانی ہے جس میں تعلقات اس نوعیت کے ہیں کہ بڑی عمر کے لوگ زیادہ بہتر رنگ میں اس مہم کو چلا سکتے ہیں اس لئے انصار اللہ کو میرا دوسرا پیغام یہ ہے کہ یہ بات جس کی نشان دہی میں نے

کی ہے اس سوراخ سے ساری اعلیٰ قدروں کو خطرہ ہے کیونکہ یہ دراصل اس بات کا پیغام ہے کہ آپ کی اگلی نسل کو کسی چیز کی کوئی پرواہ نہیں رہی اور ان کی زندگی خالصۃً لذت طلبی کے لئے وقف ہو گئی ہے اور اتنا زیادہ آگے بڑھ چکے ہیں کہ ان کو کسی بات کا خوف نہیں رہا۔ کوئی ذمہ داری نہیں رہی۔ کوئی جوابدھی نہیں ہے جو چاہیں کریں اور معاشرہ اس کو قبول کرے گا۔ ایسی صورت میں آئندہ کی ساری نسلوں کے تباہ ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ SINGLE PARENTS ایک والد یا والدہ بچوں کی دیکھ بھال کرے اور ناجائز بچوں کی اولاد کی صورت میں محض والدہ کے سپرد ہو جاتا ہے اور اس نے ہی اس کی دیکھ بھال کرنی ہے اور جیسی حالت میں وہ پیدا ہوا ہے وہ ماں اس کو اخلاقی تعلیم دے بھی نہیں سکتی۔ وہ اس کو عصمت کی طرف بلا ہی نہیں سکتی اور ایسے بچے شروع ہی سے ہاتھ سے نکلے ہوئے ہیں۔ یہاں ضمناً میں آپ کو یہ بات بھی بتادوں کہ جہاں تک میں نے قرآن کریم کا یا سنت کا مطالعہ کیا ہے حق کے لحاظ سے خدا کی نظر میں اور اسلام کی نظر میں ہر بچہ برابر ہے اور معاشرہ اس کو اس کے بنیادی انسانی حق سے اس لئے محروم نہیں کر سکتا کہ وہ ناجائز اولاد ہے۔ ناجائز کا تعلق ماں باپ سے ہے۔ ناجائز کا تعلق اس معاشرے اور سوسائٹی سے ہے جس نے وہ ناجائز کام سامنے ہونے دیا ہے لیکن جو اولاد پیدا ہوتی ہے وہ بے قصور ہے کیونکہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور فطرت سے مراد اللہ کی فطرت ہے۔ قرآن میں کہیں آپ کو یہ فرق دکھائی نہیں دے گا کہ فلاں قسم کا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے اور فلاں قسم کا بچہ فطرت پر نہیں پیدا ہوتا۔ اس لئے اس بنیادی بات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ میں اس لئے سمجھا رہا ہوں کہ بعض دفعہ بعض احمدی میاں بیوی جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہم نے فلاں جگہ سے بچہ مانگا ہے اگر وہ بچہ وہ نکلا جس کی ولدیت ہی جائز نہیں تو پھر ہم کیا کریں گے۔ ہمارے لئے یہ درست ہے کہ نہیں تو میں ایسے میاں بیوی ہوں یا دوسرے لوگ ہوں، ان سب کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ قرآن نے ہر بچے کو ایک برابر آزادی دی ہے اور انسانی قدروں میں برابر حقدار قرار دیا ہے اور ہر بچے کی عزت نفس قائم فرمائی ہے جو اس عزت نفس پر حملہ کرتا ہے وہ جہالت سے کرتا ہے اور وہ خدا کے مقابل پر کھڑا ہوتا ہے اس لئے ہر بچہ معصوم ہے اس بات کو پلے باندھ لیں ہرگز ایسی سوچیں نہ سوچیں یا ایسا رویہ اختیار نہ کریں جس سے خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ظاہر ہونے والے بچے خواہ وہ اس کے قانون کے مطابق ہوں یا قانون کے خلاف ہوں مختلف طرح کے سلوک کے محتاج سمجھے جائیں۔ انسانی قدروں میں سب برابر کے شریک ہیں۔ پھر لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (سورۃ فاطر آیت ۱۹) کا مضمون ہے کہ ایک بوجھ اٹھانے والے کا بوجھ دوسری جان پر نہیں ڈالا جائے گا۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا

(سورۃ البقرہ آیت ۲۸۷)

خدا کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا تو وہ بچہ جو معصوم پیدا ہوا ہے اس بیچارے پر ماں یا باپ کا بوجھ کیوں ڈالا جائے۔ جس نے گناہ کیا ہے وہی کھائے گا اور جو بے توفیق ہے جس کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ میں دنیا میں آؤں یا نہ آؤں۔ اس معاملہ میں اس کا کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ اس کو خدا کیسے پکڑ سکتا ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا کے اعلان کے بعد اس کی پکڑ اور اس کا مؤاخذہ ہو ہی نہیں سکتا لیکن معاشرے پر یہ ذمہ داری ہے کہ آئندہ ان کو واقعۃً باخدا بنانے کی کوشش کریں۔ اگر ان کے ساتھ اچھا سلوک ہو، ان سے رحمت کا سلوک ہو اُن کی تربیت کی طرف توجہ ہو تو یہ لوگ باخدا بن سکتے ہیں۔ ہمیں دو طرح کی جدوجہد کرنی ہوگی۔

اوّل: اس برائی کا بیخ کنی کے لئے خصوصاً مغربی ممالک میں

مجالس انصار اللہ کو منصوبے بنانے چاہئیں

اور حتی المقدور کوشش کرنی چاہیئے کہ احمدی نسلوں میں عفت کا احساس پیدا ہو اور اس برائی کی جڑیں اکھیڑی جائیں کیونکہ اگر اس برائی کی جڑیں نہ اکھیڑی گئیں تو یہ برائی اپنے انتقام پر آمادہ ہوئی بیٹھی ہے۔ اس برائی سے ایسی بیماریاں جنم لے چکی ہیں جو ان بچوں کو ناحق دنیا میں داخل کرنے والوں کو اس دنیا سے نکالنے کا انتظام کریں گی۔ یہ خدائی انتقام ہے اور AIDS کے ذریعہ اس انتقام کی داغ بیل ڈالی جا چکی ہے اور دن بدن اس کے خطرات بڑھ رہے ہیں لیکن جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ بیماری غالباً اس صدی کے آخر پر آخری دو تین سالوں میں تیزی کے ساتھ پھیلے گی اور بہت بڑے پیمانہ پر ان مجرموں کو ہلاک کرے گی۔ پس اس بات کو بھی پیش نظر رکھیں تو جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ انسان کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔

پھر اس کوشش کا ایک فائدہ یہ ہے کہ چونکہ یہ کوشش معاشرہ میں چاروں طرف کی جارہی ہوگی اس لئے احمدیوں کے محفوظ ہونے کے زیادہ امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو باشعور طور پر اپنے گرد وپیش کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ خود محفوظ ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان کے خود ہلاک ہونے کا کم خطرہ ہے تو ایک یہ خطرہ ہے جس کی میں نشاندھی کر رہا ہوں۔ کہ یہ بیماری بہت تیزی کے ساتھ پھیلتی چلی جارہی ہے اور وبائی شکل اختیار کر رہی ہے اور اس کی روک تھام کے لئے وہ تمام اقدام کرنے ہونگے جو اسلامی معاشرے نے پہلے سے کر رکھے ہیں۔ قرآنی تعلیم نے پہلے سے ہی ایک منصوبہ تیار رکھا ہے۔ اس منصوبہ پر عمل درآمد کا منصوبہ آپ نے بنانا ہے۔ منصوبہ پہلے سے ہی موجود ہے۔ عورت اور مرد کے متعلق جو فاصلے ڈال رکھے گئے ہیں۔ جو اخلاقی تعلیم دی گئی ہے۔ اپنی سجاوٹ کس کے سامنے ظاہر کرنی ہے اور کس کے سامنے نہیں کرنی اور دوسرے ایسے ہی قوانین مثلاً شراب کی مناہی ہے۔ بے پردہ عورت اور مرد کی مجالس کا اکٹھے لگانا اور بے حیائی کے ساتھ گفتگو کرنا۔ بے حیائی کے لباس میں رہنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایک لمبا منصوبہ ہے جو قرآن کی پیش کردہ تہذیب اور قرآن کے پیش کردہ تمدن میں پہلے سے موجود ہے۔ آپ نے اس منصوبے پر نظر رکھ کر یہ منصوبہ بنانا ہے کہ اس کو دوبارہ رائج کیسے کرنا ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ایک پردہ کے متعلق ہی آپ گفتگو کرکے دیکھ لیں۔ آپ کو کیسے کیسے جواب ملیں گے ایک دفعہ اسلام آباد پاکستان کے متعلق مجھے اطلاع ملی کہ وہاں خواتین پردے میں زیادہ بے احتیاط ہوتی چلی جارہی ہیں تو میں نے ربوہ پیغام بھجوایا کہ تمام طرف سے کوشش کریں صرف لجنہ کا کام نہیں۔ نظارت اصلاح وارشاد، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ وغیرہ سب مل کر مجموعی طور پر ایک مہم چلائیں اور اپنا پہلو سمجھائیں۔ اپنی بچیوں کو بتائیں کہ اس میں کیا کیا خطرات ہیں۔ پردہ کے متعلق میں نے یہ معین نہیں کیا کہ ضرور برقعہ پہنا جائے مگر یہ بتایا کہ بہت سے خطبات میں عمومی روشنی میں ڈال چکا ہوں۔ پردہ اور ناپردہ ان دونوں کے درمیان ایک فرق ہے اور وہ برقعہ یا برقعہ کا نہ ہونا نہیں ہے۔ وہ فرق ایک رجحان کا فرق ہے اور صاف پہچانا جاتا ہے۔ ایک لڑکی بعض دفعہ برقعہ میں بھی بے پردہ ہوتی ہے اور دوسری لڑکی عام لباس میں بھی پردہ دار ہوتی ہے تو میں نے ان کو سمجھایا کہ جو رجحان ہے وہ دراصل حقیقت میں پردے سے

آزادی کا رجحان بہت باقی رہا ہے کہ ہم برقعہ نہیں پہن سکتے۔ جو نظر آرہا ہے وہ تو خطرات ہیں کہ ایک معاشرہ سے متاثر ہوکر سوسائٹی اس کے سامنے سجدہ ریز ہو چکی ہے یا اس سوسائٹی کے بعض لوگ سجدہ ریز ہو چکے ہیں اور پھر وہ بہانے ہیں کہ جی برقعہ میں بھی تو لوگ بے حیاء ہوتے ہیں ان کو پہلے آپ کیوں نہیں روکتے۔ ہماری طرف آتے ہیں اور ہم پہن بھی نہیں سکتے اور اس قسم کی دوسری بیہودہ باتیں تو میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ بات وہ پیش کریں جس کا کوئی حقیقی جواب نہ ہو۔ پردے کی روح کو قائم کرنے کا جہاد ہے اور ماں باپ کو سمجھائیں کہ اپنی بچیوں کو جب آپ کالجوں میں بے پردہ بھیجتے ہیں اور اسی طرح وہ ہیں جس طرح باقی معاشرہ ہے تو ان کو خطرات ہیں۔ اسی کے نقصان ہوں گے۔ اس مہم کے جواب میں جو تلخ باتیں پیغام پہنچانے والوں کو سننی پڑی ہیں اس کی تلخیاں باقاعدہ مجھ تک بھی پہنچتی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے انتقام لیا جا رہا ہے کہ اصلاح کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے تو ایک ہی پہلو جو پردے کا پہلو ہے اسی کے لئے اگر آپ جدوجہد کریں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنے صبر کی ضرورت ہے۔ ہر اچھی بات کے جواب میں ایک بری بات آپ کو سننی پڑے گی کیونکہ جو شخص یہ فیصلہ کر چکا ہو کہ میں نے دنیا کی لذت یابی میں کسی دوسری قدر کی پرواہ نہیں کرنی۔ میں نے اپنے مزے کی زندگی ضرور بسر کرنی ہے۔ کون ہوتا ہے میری آزادی کو روکنے والا۔ جب آپ اس کی بھلائی کی باتیں اس سے کہتے ہیں تو وہ غصہ کرتا ہے۔ وہ ناراض ہوتا ہے۔ وہ آگے سے بھڑکتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میری آزادی پر بھی حملہ کیا گیا اور میری عزت پر بھی ہاتھ ڈالا گیا۔ مجھے سمجھانے والا یہ ہوتا کون ہے؟ پس

نصیحت کا کام بہت ہی مشکل کام ہے

اور جتنا مشکل کام ہے اتنا ہی زیادہ حکمت اور سلیقے کی ضرورت ہے۔ بات کہنے کے انداز میں فرق ہو جاتا ہے۔ پس یہ نہیں ہے کہ محض ایک پیغام ہے جو آپ نے آگے پہنچا دیا ہے۔ یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیسے پہنچایا جائے۔ کن لفظوں میں بات کی جائے۔ کیا براہ راست پیغام پہنچایا جائے یا کسی اور ذریعہ سے پہنچایا جائے۔ مثلاً ایک بچی کو آپ کسی ایسی حالت میں دیکھتے ہیں اور خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ یا لجنہ کی طرف سے اس کے ماں باپ کو پیغام مل جاتا ہے کہ آپ کی بچی فلاں حالت میں دیکھی گئی تو کیا آپ کا خیال ہے کہ اس سے فائدہ ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ بچی بھی بھڑکے گی۔ ماں باپ بھی بھڑکیں گے۔ غصہ پیدا ہوگا اور نظام کے خلاف منافرت کی ایک مہم چلائی جائے گی وہ کہیں گے کہ تم پہلے اپنی بچیاں سنبھالو۔ ہم نے تمہاری بیٹیاں بھی دیکھی ہوئی ہیں۔ فلاں یہ کرتا پھرتا ہے اور فلاں یہ کرتا پھرتا ہے اور جو اندر ہو رہا ہے وہ سب کچھ ہمیں پتہ ہے۔ یہ جوابی حملے کے ٹکسالی جملے ہیں۔ یہ ضرور سننے پڑتے ہیں، تو اصلاح کی مہم چلانا کوئی معمولی بات نہیں ہے اس میں غیر معمولی حکمت کی بھی ضرورت ہے اور غیر معمولی صبر کی بھی ضرورت ہے۔ حکمت سے اگر منصوبہ بنایا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ میں کوشش کرتا ہوں کہ جب بھی مجھے کسی گھر کے متعلق معین اطلاع ملے کہ فلاں گھر ہے اس میں یہ خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں تو مختلف ذرائع سے ان کو سمجھا کر کہ یوں آپ نے کوشش کرنی ہے ان کو تاکید کرتا ہوں کہ اس ذریعہ سے فلاں ذریعہ سے اس احتیاط کے ساتھ اس گھر کو سنبھالنے کی کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ الا ماشاء اللہ اتنا حیرت انگیز طور پر مثبت نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے۔ عش عش کر اٹھتا ہے کلام الٰہی کی سچائی پر جس میں فرمایا گیا کہ فذکر ان نفعت الذکریٰ نصیحت کر اور یاد رکھ کہ اگر نصیحت حقیقی ہو اور سچی ہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی نصیحت جیسی ہو تو وہ ضرور فائدہ دے گی۔ پس بہت بڑی مہم ہے

جو ہمارے سامنے ہے اور مغربی معاشرے کی صرف ایک ہی برائی میں نے ابھی بتائی ہے۔ بہت سے ایسے رجحانات ہیں جو سخت مہلک ہیں۔ بعض ان میں سے بڑے ہیں۔ بعض چھوٹے ہیں لیکن بڑے اور چھوٹے ایک قسم کی خطوط سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی ایک قبیل ہے۔ ایک خاص طرز کی وہ بد اخلاقیاں ہیں جو ایک دوسرے کو طاقت دیتی ہیں اور دیکھنے میں بعض دفعہ بظاہر ایک چھوٹی سی علامت ظاہر ہوتی ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے یا جس شخص میں ظاہر ہو رہی ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے جب نوجوان بچیاں یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے بدکنا ہے اور قوانین یا اخلاقی قدروں سے باہر نکلنا ہے تو ان کے بالوں کے انداز میں، ان کے کپڑوں کے انداز میں چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں ہوتی ہیں اور ہر نظر اس کو پہچان سکتی ہے۔ اگر آپ ان کے ماں باپ کو یہ کہیں کہ اس کے بال ایسے تھے تو ماں باپ بھڑک کر کہیں گے تم اس کے بالوں کے متعلق کچھ کہنے والے کون ہوتے ہو۔ اس کا حق ہے جس طرح مرضی رکھے۔ آپ کہیں اس کے کپڑے ایسے تھے تو کہتے ہیں تم کون ہوتے ہو ایسا کہنے والے۔ اپنی بیٹیوں کے کپڑے سنبھالو۔ خبردار جو ہماری بیٹیوں کے کپڑوں پر بات کی۔ یہ سمجھانے کا طریقہ نہیں ہے۔ علامتیں سچی ہیں۔ انہوں نے جو پیغام دیا وہ ضرور سچا ہے لیکن ماں باپ کو سمجھاتے وقت محبت اور ہمدردی اور گہرے درد کے ساتھ علیحدگی میں ان کو کہنا ہوگا کہ آپ اپنی بچیوں کی حفاظت کریں۔ ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ آپ کا فکر ہے۔ آپ کو صدمہ پہنچے گا اور صرف ایک نہیں اور کئی انداز ہیں۔ پھر ساتھ اس کے لئے دعائیں کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ یہاں اجتماعات پر بھی مجھے بعض نوجوان خدام ایسے ملتے ہیں جو جماعتی کاموں میں بڑے شامل ہو رہے ہوتے ہیں لیکن کسی کے کان میں بُندا لٹکا ہوتا ہے اور کسی کا آگے سے بٹن کھلا ہوتا ہے اور خاص طور پر بال دکھائے جا رہے ہیں اور امریکہ میں تو یہ بھی رواج ہے کہ اگر چھاتی پر بال نہ ہوں تو وِگ لگ گئے ہیں۔ نئی قسم کے وِگ بن گئے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ مردانگی کی ایک خاص علامت ہے۔ مردانگی کی علامت کیا ہے اور کس کے لئے ہے؟ معصوم بچیوں کے لئے ہے۔ ایک پیغام ہے کہ ہم حاضر ہیں۔ ایک پیغام ہے کہ ہم تمہیں اکسانے کے لئے بھی حاضر ہیں۔ اب دیکھنے میں ایک چھوٹا سا بُندا ہے۔ دیکھنے میں ایک بٹن کھلا ہے اس سے کیا فرق پڑتا ہے لیکن یہ سارے شیطان کے وہ بھیس ہیں جہاں شیطان عام آدمی کو دکھائی نہیں دیتا لیکن اگر پہچاننے والی نظر ہو تو اس کو صاف دکھائی دیتا ہے۔ اب ایسے شخص کو آپ کہہ دیں گے کہ جی! تم نے بُندا پہنا ہوا ہے۔ وہ کہے گا۔ تم پاگل ہو تمہاری مرضی ہے جو مرضی کرتے پھرو میں تو پہنوں گا۔ بٹن کھلا ہے تو تمہیں کیا تکلیف ہے تم بھی کھول لو۔ ایسے جواب دیں گے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ جن احمدی بچوں کو میں نے پیار سے درد کے ساتھ سمجھایا ہے وہ ضرور سمجھتے ہیں۔

احمدیوں میں ایک خوبی ہے۔

وہ خوبی یہ ہے کہ انہوں نے مسیح موعودؑ کو قبول کیا ہے۔ وقت کے امام کو مانا ہے اس لئے نیکی کی قبولیت کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس جذبہ سے جیسا فائدہ آپ اٹھا سکتے ہیں دنیا میں اور کوئی اصلاح کرنے والا ایسا فائدہ نہیں اٹھا سکتا کیونکہ یہ جماعت اگر متقیوں کی نہیں تو متقیوں کا مزاج رکھنے والی جماعت ضرور ہے۔ ایسی جماعت ہے جس کی فطرت کے اندر تقویٰ کا مادہ گوندا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت پر میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

"نصیحت کرنا اور بات پہنچانا ہمارا کام ہے۔ یوں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت نے اخلاص اور محبت میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے۔ بعض اوقات جماعت کا اخلاص، محبت اور جوش ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے

(باقی صفحہ ۱۴ کالم ۱ پر)

قسط نمبر ۵ (آخری)

قادیان دارالامان میں سیدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی پُر بہار روحانی مصروفیات

ڈائری ۱۲ تا ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۹۲ء

۱۲ جنوری ۹۲ء بروز اتوار

مورخہ ۱۲ جنوری بروز اتوار صبح نماز فجر کے بعد حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے مبارک مزاروں پر دعا کے بعد جلسہ سالانہ والے میدان میں سے ہوتے ہوئے چوک احمدیہ کی طرف آئے اور راستے میں مکرم شریف احمد ڈوگر صاحب درویش اور مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش کے گھر گئے۔

وہاں سے نکل کر چوک احمدیہ سے ہوتے ہوئے، دارالمسیح کے سامنے سے گزر کر سیدھے چلے گئے اور مکرم بشیر احمد شاد صاحب درویش اور مکرم فتح محمد صاحب نابینائی درویش کے گھر میں گئے

اس کے بعد حضور انور دارالمسیح میں اپنے گھر تشریف لائے۔ آج صبح قادیان سے باہر مختلف مقامات کی سیر کا پروگرام تھا چنانچہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آٹھ بجے دفتر تشریف لائے۔ بعض دفتری کاموں اور دو تین ملاقاتوں کے بعد صبح سوا نو بجے گیارہ گاڑیوں پر مشتمل قافلہ دارالمسیح سے روانہ ہوا۔ اس میں چھ گاڑیاں حضور ایدہ اللہ کے خاندان اور اراکین قافلہ اور قادیان کے خدام کی تھیں جبکہ باقی پانچ گاڑیاں پولیس اور سیکورٹی کے عملہ کی تھیں۔ یہ قافلہ قادیان سے نکل کر بھینی، ننگل والا اور گھوڑے واہ سے ہوتا ہوا راج پورہ پہنچا۔

راج پورہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زمینوں پر آباد چھوٹا سا گاؤں (ڈلہوزی روڈ) ہے یہ زمینیں تقسیم ملک کے بعد سکھوں کو منتقل ہو گئی تھیں۔ اس وقت نہ وہ مکان باقی رہے تھے جن سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی یادیں وابستہ تھیں اور نہ ہی ان کے مکینوں میں سے کوئی باقی تھا۔ سب نئے لوگ تھے اور نئی عمارتیں تھیں۔ البتہ نئے لوگوں کے پاس پرانی یادیں ضرور تھیں چنانچہ انہوں نے حضور انور کے قدم لئے۔ بڑی محبت اور چاہت سے ملے۔ حضور انور نے ان سے چند لمحے باتیں کیں اور بچوں میں چاکلیٹ اور ٹافیاں وغیرہ تقسیم کیں۔ وہاں تقریباً پندرہ بیس منٹ ٹھہر کر پھیرو چیچی آ گئے۔ پھیرو چیچی تقسیم ملک سے قبل احمدیوں کا گاؤں تھا۔ لیکن اب وہاں سکھ مقیم ہیں حضور انور کی کار جب وہاں پہنچی تو وہاں کے لوگ دل و نظر فرش راہ کئے ہوئے تھے۔ وہ فوراً کار کی طرف لپکے۔ حضور انور کی کار رکی تو کار کے شیشے میں سے آپ کے بالکل قریب ہو کر خوش آمدید کہنے لگے اور وہ اتنے خوش تھے کہ پھولے نہ سماتے تھے۔ ایک بڑی عمر کا شخص کہنے لگا کہ پہلے آپ لوگوں نے یہاں سکول وغیرہ قائم کئے تھے جن کی وجہ سے یہاں کا ہر شخص آپ کو یاد کرتا ہے اب آپ پھر یہاں آ جائیں تو اس بستی کے بھاگ جاگ اٹھیں گے۔

چند لمحے کار میں بیٹھے بیٹھے حضور انور نے ان لوگوں سے باتیں کیں اور پھر قافلہ آگے بڑھ گیا۔ اور چک شریف سے ہوتے ہوئے شاہ پور کنڈی کے پتن سے کشتی کا پل کراس کر کے کیریاں کے رستے ڈھانگو کی پہاڑیوں میں سے گزر کر دریائے چکی کے ساتھ واقع P.W.D کے ریسٹ ہاؤس میں کچھ دیر قیام کے لئے رکا یہ وہ ریسٹ ہاؤس ہے جہاں ڈلہوزی آتے جاتے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کھانے اور آرام کے لئے ٹھہرا کرتے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مع قافلہ یہاں تھوڑی دیر قیام کیا، نماز ظہر و عصر پڑھیں اور کھانا کھایا وہاں پر تقریباً دو گھنٹے قیام کے بعد ۳ بجے کے قریب رخصت ہو کر مادھوپور پہنچے۔ یہاں دریائے بیاس پر ڈیم ہے جس سے اپر باری دوآب نہر نکلتی ہے اس نہر کی دو شاخیں ہیں۔ مشرقی شاخ ہرچووال اور مغربی شاخ تتلے والی کہلاتی ہے جو قادیان کے قریب واقع ہے۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید رضی اللہ عنہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہوئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی نہر کے پل تک انہیں الوداع کہنے کے لئے ان کے ساتھ آئے تھے۔

مادھوپور سے اپر باری دوآب نہر کے ساتھ ساتھ حضور انور جیم سنگھ کے بنگلہ میں آ گئے۔ قادیان سے ڈلہوزی جاتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بنگلہ میں بھی ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک لمحہ یہاں رکنے کے بعد حضور انور عازم قادیان ہوئے۔ گورداسپور، ستھیالی، کوٹ ٹوڈرمل اور کھارا سے ہوتے ہوئے قادیان دارالامان پہنچے۔ رات کی سیاہی چار سو اپنا دامن پھیلا چکی تھی۔ رات کی یہ سیاہی قادیان دارالامان میں امن و سکون کی دلآویز چادر محسوس ہوتی تھی۔ ادھر نور اور سلامتی کا نشان منارۃ المسیح بڑی عظمت اور جلال اور شان کے ساتھ برقی قمقموں سے جگ مگ کر رہا تھا۔

حضور ایدہ اللہ کا یہ قافلہ (اس قافلہ میں حضور انور کے ہمراہ آپ کی بیٹیاں صاحبزادی محترمہ فائزہ لقمان صاحبہ، صاحبزادی عطیۃ الحبیب صاحبہ صاحبزادی ریحانہ یاسمین صاحبہ، حضور انور کا نواسہ مرزا مدثر احمد صاحب تھے۔

نیز صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب آپ کی بیٹی صاحبزادی امۃ الرؤف صاحبہ مع اپنی بیٹی امۃ الاعلیٰ۔ اور ان کے علاوہ مکرم آفتاب احمد خان صاحب، خاکسار ہادی علی، مکرم منیر محمود صاحب، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب۔ مکرم سید فضل احمد صاحب مکرم خالد نسیم ارشد صاحب۔ مکرم مسعود حیات صاحب، مکرم سعید جہوال صاحب اور مکرم محمد احمد جہوال اس سفر میں حضور انور کے ہمراہ تھے)۔

جب دارالمسیح میں داخل ہوا تو احباب جماعت نماز مغرب ادا کر کے کافی دیر پہلے جا چکے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نماز عشاء کے وقت سے کچھ دیر پہلے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے اور نماز مغرب، نماز عشاء کے بعد حضور انور نے مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب صوبائی امیر کشمیر کو دفتر میں آنے کا ارشاد فرمایا اور خود مسجد مبارک سے نکل کر بیت الدعا میں تشریف لے گئے بیت الدعا میں دعا کے بعد دفتر تشریف لے گئے وہاں مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب سے میٹنگ کی۔ ان کے بعد مکرم محمد انعام غوری صاحب صدر اصلاحی کمیٹی قادیان سے میٹنگ کی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے گھر تشریف لے گئے۔

۱۳ جنوری ۹۲ء بروز سوموار

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نماز فجر مسجد مبارک میں پڑھائی۔ نماز کے بعد حضور انور بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ بہشتی مقبرہ میں دعا کے بعد حضور انور مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم درویش کی بیوہ کے گھر گئے۔ پھر مکرم خان فضل الٰہی صاحب درویش۔ مکرم سید شہامت علی صاحب درویش، مکرم سید صباح الدین صاحب انسپکٹر وقف جدید مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے درویش، مکرم ملک نذیر احمد صاحب پشاوری مرحوم کی بیوہ، مکرم ڈاکٹر دلاور خان صاحب کارکن دعوت و تبلیغ، مکرم مولوی محمد عمر صاحب درویش مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش مکرم قاضی عبدالحمید صاحب درویش، مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام اور مکرم غلام حسین صاحب درویش کے گھروں میں تشریف لے جا کر برکت بخشی۔

یہاں سے فراغت کے بعد حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز گھر تشریف لائے اور پھر ساڑھے نو بجے دفتر میں آئے اور مکرم ناظر صاحب خدمت درویشاں ربوہ۔ مکرم ناظم صاحب وقف جدید قادیان

کرم وکیل الاعلیٰ صاحب تحریک جدید قادیان اور ناظر صاحب بیت المال خرچ قادیان کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں مختلف مالی امور زیر غور آئے۔

ادھر مسجد اقصےٰ میں بادشاہوں سے بھی افضل درویشانِ قادیان اپنے آقا کے ساتھ ملاقات کے لئے جمع تھے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا دس بجے مسجد اقصےٰ میں تشریف لائے اور ان کے درمیان رونق افروز ہوئے سب سے مصافحہ فرمایا اور تبرک عطا فرمایا اور پھر گروپ فوٹو ہوئی۔

اس کے بعد قادیان کے مختلف حلقوں اور محلوں کی ملاقات تھی حضور ایدہ اللہ نے مردوں سے الگ اجتماعی طور پر اور عورتوں سے الگ اجتماعی طور پر ملاقات فرمائی ان ملاقاتوں میں بچوں کی تعلیمی اور ورزشی مساعی کا جائزہ بھی لیا گیا۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہدایات جاری فرمائیں اور بتایا کہ ایک زمانہ میں کھیلوں کے میدان میں قادیان کی بڑی نیک شہرت تھی اور بلند نام تھا اسے بحال کرنے کی کوشش کی جائے۔ نیز بتایا کہ کھیلیں جہاں صحت کے لئے انتہائی ضروری ہیں وہاں تربیت کے لئے خاص کردار ادا کرتی ہیں۔

ملاقاتوں کے بعد حضور ایدہ اللہ دفتر میں تشریف لائے جہاں مکرم ناظر صاحب خدمت درویشاں ربوہ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے مختلف ناظر صاحبان اور بعض دیگر شعبہ جات کے انچارج صاحبان نے اپنے اپنے کام کے بارہ میں باری باری آکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ہدایات حاصل کیں۔ اس دوران کئی ایک انفرادی ملاقاتیں بھی ہوئیں۔

نمازِ ظہر و عصر ڈیڑھ بجے ادا کی گئی۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گھر تشریف لے گئے اور ۳ بجکر ۴۵ منٹ پر پھر دفتر تشریف لے آئے اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو دفتری امور کی بابت ہدایات دیں۔ اس کے بعد چند انفرادی ملاقاتیں ہوئیں جن کے بعد ہندوستان کی سب سے بڑی T.V نیوز کمپنی VIS NEWS جو دنیا بھر کو T.V کی خبریں سپلائی کرتی ہے کے نمائندہ نے دارالمسیح میں آکر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو لیا جو نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔ اس انٹرویو کے بعد خاکسار نے دفتری امور سے متعلق حضور ایدہ اللہ سے ہدایات حاصل کیں۔ پھر قادیان کی اصلاحی کمیٹی کی حضور انور سے میٹنگ تھی۔ یہ میٹنگ تقریباً بیس منٹ جاری رہی۔ اس کے بعد بعض انفرادی ملاقاتیں ہوئیں۔ جن میں احباب جماعت کے علاوہ قادیان کے مقامی ہندو سکھ احباب بھی شامل تھے۔ ان میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہندو دوست لالہ ملاوامل کے پوتے کشن چند صاحب ابن لالہ سیٹھ پیارے لعل اور چوہدری لعل صاحب ابن سیٹھ رام نارائن۔ اور لالہ بڈھامل کے پڑپوتے شری آر۔ این ابرول صاحب اور ڈاکٹر انیل کمار ابرول صاحب قابل ذکر ہیں۔

لالہ ملاوامل اور لالہ بڈھامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے کئی ایک الٰہی نشانات کے گواہ تھے۔ ان کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کئی کتب میں موجود ہے۔ انکی نسل میں سے یہ لوگ جب حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملنے آئے تو آپ نے انہیں جماعت کی ترقی اور اس عظمتوں کے بارہ میں بتایا تو خاکسار نے دیکھا کہ انہوں نے برجستہ کہا کہ وہ خود جماعت احمدیہ کی عظمت اور اسکی صداقت کے گواہ ہیں۔

ان ملاقاتوں کے بعد حضور ایدہ اللہ نمازِ مغرب و عشاء کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ قادیان کے اس سفر کی یہ آخری نمازِ مغرب اور نماز عشاء تھی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور پر نور محراب میں ہی بیٹھے رہے جہاں مکرم محترم طاہر احمد چیمہ صاحب ابن چوہدری منظور احمد چیمہ درویش مرحوم کے نکاح ہمراہ امۃ الکریم صاحبہ بنت شیخ ذوالفقار احمد صاحب آف قادیان کا اعلان محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے کرنا تھا۔ چنانچہ یہ اعلانِ نکاح ہوا اور حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی موجودگی سے اسے برکت بخشی اور دعا میں شمولیت فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مسجد مبارک سے نکل کر بیت الدعا میں تشریف لے گئے۔ بعد ازاں وہاں سے دفتر تشریف لائے۔ جہاں مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب صوبائی امیر کشمیر مکرم اللہ بخش صادق صاحب ناظر خدمت درویشاں مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دفتری امور طے کئے ان کے بعد بعض انفرادی ملاقاتیں ہوئیں اور بعض احباب نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی اتروائیں یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا اور حضور رات گئے گھر تشریف لائے۔

۱۴ جنوری بروز منگل

نماز فجر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے مسجد مبارک میں پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع تلاوت فرمایا اور دوسری رکعت میں دوسرے رکوع کے شروع سے لے کر آیت نمبر ۲۰ کانوا معتدین تک تلاوت فرمائی۔ یہ نماز فجر قادیان کے اس سفر کی آخری نماز تھی۔ نماز کے بعد سب احباب جماعت کو حضور انور نے السلام علیکم کہا اور مسجد کے جنوبی دروازے سے الدار کی طرف بڑھے (یہ راستہ حضور انور کی قیامگاہ کی طرف بھی جاتا ہے) تو احباب جماعت جو آگے بڑھ کر حضور انور سے ہاتھ ملا سکتے تھے انہیں حضور نے شرف مصافحہ بخشا۔ اور گھر تشریف لے گئے۔

چند منٹوں کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے تشریف لے گئے آپ کے ساتھ آپ کی دو بیٹیاں صاحبزادی عطیۃ المجیب صاحبہ اور صاحبزادی ریحانہ یاسمین صاحبہ بھی تھیں بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ، حضرت ام طاہر رضی اللہ عنہا اور حضرت سید عبدالستار شاہ رضی اللہ عنہ اور دیگر مبارک مزاروں پر دعا کے بعد حضور انور حسب ذیل افراد کے گھر تشریف لے گئے۔ ۱۔ قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش۔ ۲۔ محمد یوسف کھڈا صاحب مرحوم ۳۔ محمد انعام ذاکر صاحب ۴۔ چوہدری عبدالحق صاحب درویش مرحوم ۵۔ محمد انعام غوری صاحب ۶۔ چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش مرحوم ۷۔ چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش مرحوم۔ ۸۔ محمد شریف احمد صاحب امینی مرحوم ۹۔ ممتاز احمد ہاشمی صاحب درویش ۱۰۔ چوہدری بدرالدین عامل صاحب (یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مکان میں رہائش پذیر ہیں) ۱۱۔ مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری مرحوم ۱۲۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش۔

ان گھروں سے ہو کر اور ان کے مکینوں سے مل کر حضور انور دارالمسیح کے بڑے گیٹ کے سامنے ہوتے ہوئے مدرسہ احمدیہ میں تشریف لے گئے جہاں مدرسہ کے طلبہ و اساتذہ ایک قطار میں ایستادہ تھے۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان سے مصافحہ فرمایا اور گروپ تصویر اتروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر۔ مکرم ذوالفقار احمد صاحب اور مکرم رشید احمد صاحب ملکانہ کے گھروں میں تشریف لے گئے۔ یہاں سے آپ دارالمسیح میں واپس تشریف لائے تو سامنے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے قریب مکرم یعقوب صاحب مبلغ سلسلہ زائر کی فیملی اور سسرال والے مکرم محمد شریف صاحب گجراتی مرحوم کا خاندان اور مکرم عبدالحمید ٹاک صاحب صوبائی امیر کشمیر کا خاندان کھڑا تھا — ان تینوں خاندانوں نے اپنے آقا کے ہمراہ ملاقات بھی کی اور تصاویر بھی اتروائیں۔ یہاں سے فراغت کے بعد حضور انور مکرم ملک صلاح الدین صاحب مؤلف اصحاب احمد اور مکرم مولوی محمد ایوب ساجد صاحب مبلغ سلسلہ راجستھان کے گھروں میں تشریف لے گئے (موخر الذکر دونوں گھر احاطہ دارالمسیح میں ہیں) ان گھروں سے حضور باہر تشریف لائے تو سوا آٹھ بج چکے تھے۔ حضور انور اپنے گھر تشریف لے گئے

صبح ۱۱ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قادیان سے رخصت ہونے کا وقت تھا دیارِ حبیب سے ۴۴ سال کے فراق کے بعد وصل کے جو چند دن میسر آئے تھے وہ آج ختم ہو چکے تھے اور چند گھڑیاں اب باقی تھیں، لمحہ فراق انہیں بڑی سرعت سے قریب

ترمار ہا تھا۔

لوگ صبح نو بجے سے ہی دار المسیح اور اس کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ منتظمین نے دار المسیح کے گیٹ سے اندر عورتوں کو روک دیا کھڑا کر دیا تھا اور گیٹ سے باہر مردوں کو۔ عورتوں کے لئے جگہ بہت تھوڑی تھی جبکہ مرد سڑک کے دونوں طرف کھڑے تھے ان کی قطاریں۔ دار المسیح کے بیرونی گیٹ سے شروع ہو کر لنگر خانہ تک چلی گئی تھیں۔ انہیں قطاروں کی ایک ایک شاخ مدرسہ احمدیہ کے اندر تک چلی گئی تھیں۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تقریباً دس بجے دفتر تشریف لائے وہاں جن امور کی سرانجام دہی کی۔ بعد ساڑھے دس بجے باہر تشریف لائے اور مستورات والے حصہ میں دونوں طرف السلام علیکم کہتے ہوئے اور بچوں کو پیار کرتے ہوئے گذر کر گیٹ سے باہر تشریف لائے اور قطاروں میں کھڑے ہوئے ہر فرد کو مصافحہ کا شرف بخشتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ ان میں احمدی احباب کے علاوہ مقامی سکھ اور ہندو بھی تھے جنہوں نے بڑھ بڑھ کر حضور انور سے شرف مصافحہ پایا سوا گیارہ بجے حضور انور احباب سے مل کر دار المسیح میں تشریف لائے تو آپ کی کار اور قافلہ کی دوسری کاریں روانگی کے لئے تیار تھیں۔

حضور ایدہ اللہ نے کار کے قریب آکر الوداعی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ جیسے آنسوؤں اور ہچکیوں کے بند ٹوٹ گئے۔ جیسے سینے پھٹ رہے ہوں اور دل حلق کو پہنچ گئے ہوں۔ بہت ہی پُرسوز اور رقت آمیز منظر تھا خود پیارے آقا کی آنکھوں سے آنسو ڈھلک ڈھلک کر رخسار مبارک سے ہوتے ہوئے ریش مبارک میں جذب ہو رہے تھے۔

سوز و گداز اور ہچکیوں میں ڈوبی ہوئی دعا ختم ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ کار میں تشریف لے گئے۔ مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کار کا دروازہ بند کیا۔ کار نے رینگنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ قیامت خیز ماحول سے نکلنا شروع ہوئی۔ ہر فرد بشر جو وہاں موجود تھا کار کی طرف امڈ رہا تھا اور اس کے شیشوں میں سے اپنے آقا کو مزید ایک نظر دیکھنے کے لئے بے قابو ہو رہا تھا۔ لیکن کار آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہی اور جسمانی فاصلے بھی بڑھتے رہے لیکن روح و قلب کے رشتوں کو مزید مضبوط، تازہ اور دیرپا کرتے رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا قافلہ چوک احمدیہ سے ہوتا ہوا قادیان سے امرتسر کے لئے روانہ ہوا۔ اس قافلہ میں قافلہ کی پانچ کاروں کے ساتھ دو پولیس ایسکورٹ کی گاڑیاں بھی تھیں جن میں سے ایک قافلے کے آگے اور دوسری پیچھے تھی۔

یہ قافلہ سوا بارہ بجے امرتسر سٹیشن پر پہنچ گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اسٹیشن پر ویٹنگ روم میں انتظار فرمایا۔ "شان پنجاب" گاڑی جو امرتسر سے دو بجکر دس منٹ پر دہلی کے لئے روانہ ہوتی ہے، لیٹ ہو کر تین بجکر پندرہ منٹ پر روانہ ہوئی۔ اس دوران کئی ملنے والے حضور انور ایدہ اللہ سے شرف ملاقات پاتے رہے ہندو اور سکھ دوست بھی آئے امرتسر میں پنجابی کے ایک اخبار "اجیت" کے نمائندہ نے وہیں انتظار گاہ میں حضور انور کا انٹرویو بھی لیا۔ قافلہ کے ساتھ قادیان سے آئے ہوئے خدام نے وہیں انتظار گاہ میں کھانا کھایا، حضور انور سے معانقہ کا شرف پایا اور تصاویر بھی اتروائیں۔

گاڑی جب پلیٹ فارم پر آگئی تو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اہل خانہ سمیت گاڑی میں تشریف لے آئے۔ حضور خود گاڑی کے دروازے میں کھڑے رہے اس اثناء میں کئی خدام نے شرف مصافحہ پایا۔ ایک ہندو صاحب بھی بڑی عقیدت سے آکر ملے۔

۳:۱۰ بجے گاڑی نے سیٹی بجائی اور پلیٹ فارم پر رینگنا شروع ہوئی تو خدام جو پلیٹ فارم پر آقا کو الوداع کے لئے کھڑے تھے ساتھ ساتھ چلنا شروع ہو گئے گاڑی تیز ہوئی تو خدام ساتھ ساتھ بھاگنے لگے۔ گاڑی مزید تیز ہوئی تو یہ بھی اور تیزی سے بھاگنے لگے۔ پلیٹ فارم ختم ہو گیا تو خدام پٹری کے ساتھ ساتھ بھاگتے رہے حتی کہ تیز تر اور دور تر ہوتی گئی۔ حضور ایدہ اللہ گاڑی کے دروازے میں ہی کھڑے خدام کو دیکھتے رہے اور ہاتھ ہلاتے رہے یہاں تک کہ خدام بلکہ امرتسر سٹیشن بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

امرتسر سٹیشن پر انتظار گاہ میں انتظار کافی لمبا ہو رہا تھا قافلہ کے ایک رکن مکرم محمد احمد جنجوال صاحب نے اتفاقاً اس اثناء میں دہلی مشن ہاؤس میں فون کیا تو وہاں سے یہ بیحد خوشی کی خبر ملی کہ سکھر کے اسیران راہ مولیٰ مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب جو ۱۹۸۴ء سے محض ظلم کی راہ سے سکھر جیل میں قید تھے کی رہائی کے آرڈر ہائی کورٹ سندھ نے پاس کر دیئے ہیں۔

یہ خبر جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتائی گئی تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا جیسے کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی ہو۔ جیسے ایک دیرینہ آرزو پوری ہو گئی ہو الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس خبر نے پیارے آقا کے چہرے پر خوشی اور حمد کا نور بکھیر دیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتایا کہ اس جمعہ (FRIDAY THE 10TH) کو میں نے ان کی اعجازی طور پر رستگاری کے لئے دعا کی تھی۔

گاڑی (۳۔۲۰) تین بجکر بیس منٹ پر امرتسر سے روانہ ہو کر شام ساڑھے دس بجے دہلی پہنچی ریلوے اسٹیشن پر دہلی کے خدام اور ان کے علاوہ مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ مع اہل خانہ و افراد قافلہ ساڑھے گیارہ بجے مسجد بیت الہادی و ایوان الہدیٰ میں پہنچے جہاں حیدرآباد سے چالیس افراد حضور انور سے ملنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان سے مل کر حضور انور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

۱۵/۱۶ جنوری — دہلی

نماز فجر کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے۔

صبح ۱۰ بجے دفتر میں تشریف لائے اور آج کے پروگراموں کا جائزہ لیا۔ پروگرام کے مطابق حضور انور مشن ہاؤس کے صحن میں تشریف لائے جہاں حیدرآباد (آندھرا پردیش) کے احمدی احباب موجود تھے۔ جن کی تعداد چالیس سے اوپر تھی۔ یہ لوگ جلسہ سالانہ قادیان میں اس وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تھے کہ ان کے عزیز محترم سیٹھ معین الدین صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد ان ایام میں وفات پا گئے تھے اور اب یہ دوست اپنے آقا کے دیدار اور ان سے ملاقات کے لئے دہلی حاضر ہوئے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے آدھ گھنٹہ سے زیادہ وقت ان سے ملاقات کی اور اکثر سے تفصیلی گفتگو فرمائی۔ اسی دوران ان میں سے بہت سارے دوستوں نے اپنے آقا کے ساتھ اس ملاقات کے وقت کو مستقل یادوں میں ڈھالنے کے لئے تصاویر کھنچوائیں۔

ان سے ملنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ دفتر میں تشریف لائے اور تین فیملیز اور سات افراد کو انفرادی ملاقات کا شرف بخشا۔ بعد ازاں خاکسار اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے دفتری امور کی بابت اکٹھی ملاقات کی اور حضور انور سے ہدایات حاصل کیں۔

سکھر کے دو اسیران راہ مولیٰ! مکرم پروفیسر ناصر احمد قریشی صاحب اور مکرم رفیع احمد قریشی صاحب جو سکھر جیل میں احمدی ہونے کی وجہ سے ۱۹۸۴ء سے محض ناحق اور ظلم کی راہ سے محصور کئے گئے اور انتہائی بدنیتی کی بناء پر انہیں سزائے موت سنائی گئی تھی۔ ان کی رہائی کے متعلق سندھ ہائی کورٹ نے کل ہی جو ۱۴ احکام جاری کئے تھے وہ رہا ہو کر کراچی پہنچ چکے تھے ان سے حضور انور نے فون پر نماز ظہر و عصر سے قبل براہ راست بات کی۔ حضور ایدہ اللہ

الزکی امیر کا یہ اختتام پر بیحد مسرور تھے۔ اسی خوشی کے اظہار کے طور پر حضور انور نے دہلی مشن ہاؤس میں موجود سب دوستوں میں مٹھائی تقسیم کروائی۔

نماز ظہر و عصر ڈیڑھ بجے ادا کی گئی بعد دوپہر چار بجے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز انڈیا کے سابق وزیر خارجہ اندر کمار گجرال صاحب کی دعوت پر اُن کے گھر تشریف لے گئے جہاں ایک گھنٹہ کے لگ بھگ وقت گذارا۔ وہاں سے آپ جب واپس مسجد تشریف لائے تو شام کے دھندلکے تاریکی میں بدل رہے تھے۔ اسی دوران دہلی مشن ہاؤس میں مہمانوں کی خدمت کرنے والے مختلف شعبوں، حفاظت پر مامور خدام اور بھارت کے مبلغین کرام جو اس وقت وہاں موجود تھے سب نے اپنے اپنے گروپ میں اپنے آقا کے ساتھ تصویریں اتروائیں اس کے بعد نماز مغرب و عشاء پڑھی گئیں اور نمازوں کے بعد حضور انور مسجد ہی میں رونق افروز رہے اور مختلف احباب سے تعارف حاصل کرتے رہے اور مختلف امور زیر بحث لاتے رہے۔ یہ مجلس تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور دفتر میں تشریف لائے اور مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بعض ہدایات حاصل کیں۔ ان کے بعد خاکسار اور مکرم آفتاب احمد خان صاحب نے بعض دفتری امور سے متعلق ہدایات حاصل کیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ میں تشریف لے گئے

آج کی شب لندن کیلئے روانگی کا پروگرام تھا۔ سب ارکان قافلہ تیاری میں مصروف تھے۔ تیاری مکمل ہونے پر سارے قافلہ کا سامان ۱۰ بجے شب مشن ہاؤس سے ایئر پورٹ پہنچا دیا گیا تھا۔ جسے CHECK IN کروا دیا گیا اور دیگر ضروری کارروائی بسلسلہ امیگریشن وغیرہ مکمل کر لی گئی تھی۔ ادھر ۱۵ر جنوری سے تاریخ جست لگا کر ۱۶ر میں بدل چکی تھی۔ حضور انور تقریباً ڈیڑھ بجے شب اندرا گاندھی ایئر پورٹ دہلی کے ٹرمینل نمبر ۲ پر آئے اور سیدھے V.I.P لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ وہاں اپنی بیٹیوں اور مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ان کی بیگم صاحبہ اور بیٹی کے ہمراہ تقریباً پینتالیس منٹ تک تشریف فرما رہے۔

V.I.P لاؤنج سے ۲.۱۵ پر اٹھے اور بورڈنگ وغیرہ کی رسمی کارروائی کے بعد حضور انور نے برٹش ایئر ویز کی فلائٹ BA036 میں فرسٹ کلاس میں سیٹ 02B پر جاگزین ہوئے۔ اس پرواز کا وقت صبح ۲ بجکر ۲۰ منٹ تھا لیکن کسی وجہ سے ایک گھنٹہ تاخیر سے یعنی مقامی وقت کے مطابق ۳ بجکر ۳۰ منٹ پہ پرواز ہوئی۔ تقریباً ۹ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد مقامی وقت کے مطابق ۷ بجکر ۵۰ منٹ پر برطانیہ کے گیٹ وک (GATWICK) ایئر پورٹ پہ جہاز اترا۔

اس سفر میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہمراہ آپ کی بیٹیاں صاحبزادی عطیۃ المجیب صاحبہ (طوبیٰ)، صاحبزادی ریحانہ یاسمین صاحبہ (مونی) اور صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ مع اپنے بیٹے عزیزم مرزا عدنان احمد آدم تھیں۔ ان کے علاوہ حسب ذیل افراد نے اس غیر معمولی تاریخی اور افضال و برکات الٰہیہ سے معمور ۳۲ روزہ دورہ سے واپسی پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت پائی۔ مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن، مکرم نصیر احمد قمر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، خاکسار ہادی علی ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن مکرم میجر محمود احمد صاحب چیف سیکیورٹی آفیسر، مکرم ملک اشفاق احمد صاحب عملہ سیکیورٹی، مکرم خالد نبیل ارشد صاحب لندن، مکرم مرزا عبدالباسط صاحب لندن، مکرم وجاہت احمد صاحب لندن اور جنبوال برادران لندن (مکرم سعید احمد جنبوال صاحب، مکرم وسیم احمد جنبوال صاحب، مکرم محمد احمد جنبوال صاحب)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ قافلہ گیٹ وک ایئر پورٹ سے ۸ بجکر ۲۸ منٹ پر روانہ ہو کر ساڑھے نو بجے لندن مشن ہاؤس میں پہنچ گیا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ ایئر پورٹ پر استقبال کے لئے حسب ذیل افراد تشریف لائے ہوئے تھے۔

مکرم عبدالباقی ارشد صاحب (نائب امیر یو۔کے) مکرم مبارک احمد صاحب ۔قمی، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج یو۔کے مکرم شریف احمد صاحب اشرف (ایڈیشنل وکیل المال)۔ مکرم منیر الدین صاحب شمس (ایڈیشنل وکیل التصنیف) مکرم ڈاکٹر ولی اللہ صاحب (امیر لندن) مکرم نذیر احمد صاحب ڈار، مکرم محمد عثمان چینی صاحب، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب، مکرم منیر احمد جاوید صاحب مکرم پیر عالم صاحب مکرم رفیق حیات صاحب صدر خدام الاحمدیہ اور بہت سے خدام اور دیگر کارکنان استقبال کے لئے موجود تھے۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت بفضلہ تعالیٰ گذشتہ چار پانچ روز سے بہت بہتر ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو آئندہ بھی مسیح پاک علیہ السلام کے مولد و مسکن اور احمدیت کے مستقل مرکز قادیان میں پھر لائے گا۔ اور مثنیٰ و ثلاث و ربٰع اور لَرَادُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کے الٰہی وعدے پھر پورے ہوں گے اور ہوتے رہیں گے انشاء اللہ۔

(رپورٹ مرتبہ ہادی علی چوہدری ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

قادیان میں عیدالاضحیہ کی بابرکت تقریب

قادیان: ۱۲ر جون آج ٹھیک ۸½ بجے مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عیدالاضحیہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ عید سے دو دن قبل ہی یہاں پر مضافات سے ان مسلمان بھائیوں کی آمد شروع ہو گئی تھی جو دوسرے صوبوں سے اس علاقہ میں روزی کمانے کے لئے آتے ہیں۔ اس بار ان مہمانوں کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی۔ تقسیم ملک کے بعد کسی عید میں اس قدر کثیر تعداد میں یہاں مہمان کبھی نہیں آئے۔ بوقت نماز مسجد اقصیٰ باوجود وسیع ہونے کے مکمل بھری ہوئی تھی مسجد اور نمائش ہال کی چھت پر بھی نماز پڑھنے کا انتظام کیا گیا لیکن جب یہ جگہیں بھی بھر گئیں تو احباب نے مسجد اقصیٰ کی چھت کے علاوہ راستوں گلیوں اور مسجد کی سیڑھیوں پر نماز عید ادا کی جبکہ مستورات کے لئے مسجد مبارک میں انتظام کیا گیا۔ نماز کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خطبہ عیدالاضحیہ ارشاد فرمایا۔

حسب معمول امسال بھی آنے والے مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا۔ مکرم وحیدالدین صاحب شمس افسر لنگر خانہ کی زیر نگرانی کھانا (پلاؤ۔ زردہ اور گوشت کا سالن) تیار ہوا۔ نماز عید کے معاً بعد تمام مہمان کو تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ مقامی کے تعاون سے کھانا کھلایا گیا۔

ولادتیں

۰۔ مورخہ ۱۲ر ۴ر ۹۲ کو اللہ تعالیٰ نے مکرم عبدالحمید صاحب استاد آف گلبرگہ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے نومولود کا نام عبدالحکیم عارف رکھا گیا ہے۔ نومولود عبدالعزیز صاحب استاد کا پوتا اور حاجی عبدالسلیم صاحب آف حیدرآباد کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے درخواست دعا ہے (اعانت بدر ۳۰/- روپے) (مینیجر بدر)

۰۔ خاکسار کے بھائی مرزا مظفر احمد کے ہاں جولائی ۹۲ء میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے "مرزا ہمایوں بیگ" تجویز فرمایا۔ اسی طرح خاکسار کی بڑی ہمشیرہ (اہلیہ مکرم طالب یعقوب صاحب ٹرینی ڈاڈ) کے ہاں ۱۲ر ۱۱ر ۹۲ کو بیٹی پیدا ہوئی ہے جسکا نام حضور انور نے "آمنہ" تجویز فرمایا ہے ہر دو کے نیک صالح خادم دین بننے کیلئے نیز خاکسار کے والد صاحب ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں انکی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
(اعانت بدر ۱۰ روپے) (مرزا مظفر احمد ولد مرزا منور احمد صاحب درویش)

تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

گیا ر بہار میں جماعت احمدیہ کا قیام

شفا سار گیا

میں ۱۹۸۹ء سے متعین ہے۔ مسلسل تین سالوں کی تبلیغ کے باوجود جب یہاں پر جماعت قائم نہ ہوئی تو خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر کیا۔ جس پر حضور نے فرمایا "خدا کرے کہ جلد آپ کی طرف سے بیعتوں کی خوشخبری بھی ملنے لگیں"۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کا یہ نشان ظاہر فرمایا کہ جنوری ۱۹۹۳ء تک تین افراد کو قبول حق کی توفیق ملی۔ اور حضرت بابرکت کی عمر زمین گیا میں باضابطہ جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ الحمد للہ۔

(محمد عبد الباقی مبلغ سلسلہ گیا)

جلسہ قومی یکجہتی

مورخہ ۸ر فروری کو محترم سید فضل احمد صاحب امیر صوبائی بہار کی بھاگلپور آمد پر جماعت احمدیہ بھاگلپور کی طرف سے ٹاؤن ہال میں قومی یکجہتی کے عنوان پر ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا جس میں شہر کے معزز پروفیسر، علماء، وکلاء اور بہت سے تعلیم یافتہ ہندو مسلم دوست شامل ہوئے۔ جلسہ کی صدارت مارواڑی کالج کے پرنسپل جناب ارجن سنگھ صاحب نے کی۔ خاکسار کی تلاوت کے بعد محترم سید فضل احمد صاحب نے ملکی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے قومی یکجہتی کے عنوان پر اسلامی تعلیم کے مطابق مفصل روشنی ڈالی۔ آخر میں صدر اجلاس نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت جب کہ ملک کی فضا خراب ہے ایسے جلسے کثرت سے کروانے کی ضرورت ہے۔ آخر پر تمام معززین کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی اور جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

(محمد عمران علی مبلغ بھاگلپور)

کلکتہ میں بین المذاہب سمپوزیم

بنگال سنگھ سبھا کی طرف سے کلکتہ میدان میں ایک عظیم الشان بین المذاہب سمپوزیم ۸ر اپریل کو منعقد کیا گیا جس میں ہر مذہب کے مقررین کو دعوت فکر دی گئی عنوان تھا "مذہب بھائی چارہ اور امن پیدا کرتا ہے"۔ جس کے لئے وسیع پنڈال بنایا گیا اور اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ تشہیر ہوئی۔ اور پوسٹرز اور دعوتی کارڈ میں احمدیہ مسلم مشن کا خصوصی ذکر کیا گیا۔ اور مشہور کثیر الاشاعت روزنامہ آزاد ہند نے خاکسار کے فوٹو کے ساتھ ان الفاظ میں تشہیر کی کہ

"جمعرات ۸ر اپریل کو کلکتہ میدان میں بیساکھی کے موقع پر کلکتہ سنگھ سبھا سمپوزیم منعقد کر رہی ہے جس میں مختلف مذاہب کے مقررین اپنے خیالات کا اظہار کریں گے اس موقع پر مولانا حمید الدین شمس فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بنگال و آسام "اسلام امن اور اخوت کا ضامن ہے" کے عنوان پر لیکچر دیں گے۔" (آزاد ہند کلکتہ ۸ر اپریل ۱۹۹۳ء)

خاکسار کے ہمراہ ۱۸ خدام و انصار نے اس سمپوزیم میں شرکت کی۔ پنڈال مرد و خواتین سے اٹا پڑا تھا منتظمین نے خاکسار اور جسٹس خواجہ محمد یوسف صاحب کو اسٹیج پر جگہ دی اور خاکسار نے اپنی تقریر میں ثابت کیا کہ آج اسلام و احمدیت کی تعلیمات کے سایہ تلے ہی امن نصیب ہو سکتا ہے سامعین بار بار تقریر کے دوران داد تحسین دیتے رہے۔ سمپوزیم کے بعد سامعین ہمارے وفد کی طرف امڈ پڑے اور جماعت و مشن کا ایڈریس اور لٹریچر اور بیان کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ آزاد ہند اخبار نے جسٹس خواجہ محمد یوسف صاحب اور خاکسار کی تقاریر کا خلاصہ دیتے ہوئے لکھا کہ "جسٹس خواجہ محمد یوسف صاحب کے بعد اس سمپوزیم میں مولانا حمید الدین شمس فاضل خطیب جامع مسجد احمدیہ کلکتہ نے کلمہ شہادت کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کے نام ہی میں سلامتی امن اور رشانتی کا پیغام ہے اور آج اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا میں امن و شانتی قائم ہو سکتی ہے۔ آج سے چودہ سو سال قبل عرب کی سرزمین پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عظیم الشان اعلان فرمایا کہ الخلق عیال اللہ کہ تمام مخلوق ہی خدا کا خاندان ہے"

اسی میں کسی مذہب کی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ تمام مخلوق کے لئے ہے چنانچہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہ وہ سنہری تعلیم ہے جس کو مد نظر رکھتے ہوئے پیار اور محبت کی فضا پیدا ہوگی۔" (روزنامہ آزاد ہند ۱۰ر اپریل ۱۹۹۳ء)

اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت دے۔ آمین

(حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال)

رمضان المبارک کے پر کیف لیل و نہار

جن جماعتوں کی طرف سے رمضان المبارک کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں جگہ کی تنگی کی وجہ سے ان جماعتوں کے نام یکجائی طور پر معذرت کے ساتھ ذیل میں شائع کئے جاتے ہیں۔

کوڈالی۔ تیماپور۔ سونگڑہ۔ یادگیر۔ مسکرا۔ مدراس۔ منارگھاٹ۔ دڈمان ایراپورم۔ شاہجہانپور۔ رانچی۔ مرکرہ۔ بھاگلپور (ادارہ)

تیماپور میں جلسہ یوم انسانیت

مورخہ ۱۲ر اپریل کو جماعت احمدیہ تیماپور نے جلسہ یوم انسانیت منعقد کیا۔ جس میں مختلف مقامات سے معززین نے شرکت کی محترم سیٹھ محمد رحمت اللہ صاحب غوری امیر جماعت یادگیر کی زیر صدارت رات ساڑھے ۸ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن و نظم کے بعد اس سال کامیاب ہونے والے طلباء کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ پہلی تقریر مکرم کے نعیم احمد صاحب ایڈوکیٹ صدر جماعت شاہ پور نے کی۔ اس کے بعد مہمان خصوصی دو دیگر صاحب اور منظور احمد صاحب تماپوری نے تقاریر کیں۔ اور جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کو سراہا۔ بعد ازاں مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب مبلغ یادگیر اور صدر اجلاس نے اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالی اور دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ تیماپور نے مورخہ ۲۹/۳/۹۳ کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا جس میں مختلف عناوین پر مقررین نے روشنی ڈالی۔

(سید محمود احمد حبیب شبیر نائب صدر جماعت تیماپور)

مرکرہ میں جماعتی بک سٹال و تبلیغی وفد

مورخہ ۲۵/۳/۹۳ مرکرہ جماعت کو مرکرہ ٹاؤن کے سنڈے میں گذشتہ اتوار کی طرح بک اسٹال لگانے کی توفیق ملی۔ اس موقعہ پر مفت اور قیمتاً لٹریچر دیا گیا۔

اسی طرح خاکسار کی زیر قیادت چند افراد پر مشتمل ایک تبلیغی وفد تیار ہوئے اور جماعت کا پیغام پہنچاتے ہوئے میسور پہنچا۔ چنانچہ میسور کے عظیم اور تاریخی شہر میں مختلف فرقوں کے مسلمان دوستوں کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں برکت دے۔ آمین

(تبلیغ سیکرٹری جماعت احمدیہ مرکرہ)

امروہہ میں جلسہ سیرت النبیؐ

۱۰ر اپریل کو بعد نماز عشاء احمدیہ مسجد میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا تلاوت و نظم کے بعد مکرم ظہیر عالم صاحب، مکرم اسحاق علی صاحب اور مکرم مبارک احمد صاحب نے سیرت طیبہ پر تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر چند بچیوں نے ترانہ پیش کیا۔ اور ایک نظم کے بعد آخر پر خاکسار نے سیرت طیبہ کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کئے۔ (محمد نذیر مبلغ سلسلہ مقیم امروہہ)

منارگھاٹ میں تربیتی جلسہ و تبلیغی پروگرام

۲/۹۳ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ منارگھاٹ میں محترم ایم کے عبد العزیز صاحب نائب صدر کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد صدر مجلس نے تربیت کی اہمیت اور اخلاق فاضلہ حاصل کرنے کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ بعدہ مکرم ایس ناصر احمد صاحب اور خاکسار نے اور ایچ عبد الرحمٰن نے تقاریر کیں۔ صدر مجلس کی اختتامی تقریر اور اجتماعی دعا سے جلسہ ختم ہوا۔

۹/۲/۹۳ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں محترم ایس کے جی احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور صدر جلسہ کی تقریر کے بعد مکرم ایس۔ خوشاد احمد صاحب نے تربیتی کتاب کا حصہ پڑھ کر سنایا۔

بعدہٗ محترم ایم۔ اے۔ عبدالعزیز صاحب نائب صدر اور خاکسار نے مختلف تربیتی عنوان پر تقاریر کیں۔ اور صدارتی تقریر اور اجتماعی دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اسی طرح یہاں سے بیس کلو میٹر دور مسلم ایریا تاٹریکونڈا اور کاپرمبا میں ۱۶، ۱۷ اور ۱۸ اپریل کو سہ روزہ تبلیغی پروگرام بنایا گیا۔ جس میں مکرم مولوی محمد یوسف صاحب اور مکرم مولوی سی۔ ٹی جمال الدین صاحب کے علاوہ جماعت کے کئی افراد نے حصہ لیا۔ تینوں روز مندرجہ بالا آبادی کے مختلف مقامات پر تبلیغی جلسے کئے گئے اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

(سی۔ ایچ عبدالرحمٰن معلم وقفِ جدید منارگھاٹ)

بنگال میں ۳۳ مقامات پر تبلیغی جلسے

ماہ اپریل کے آخر میں صوبہ بنگال کے متعدد مقامات پر تبلیغی جلسوں کا انعقاد ہوا۔ جن کے لئے مبلغین و معلمین کے دو وفد بنائے گئے۔ ایک وفد کے انچارج مکرم مولوی امان اللہ صاحب تھے اور دوسرے وفد کے انچارج مکرم مولوی منیر الحق صاحب مبلغ تھے اور محترم ماسٹر محمد مشرق علی صاحب۔ اور خاکسار ہر دو وفد کے اہم مقامات پر جلسوں میں شریک رہے۔ اور لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

۳ رمئی کو جو جلسہ بانسرہ میں منعقد ہوا اس میں محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت کلکتہ اور خاکسار کے علاوہ محترم ڈاکٹر عثمان غنی صاحب ہیڈ آف دی اسلامک ہسٹری کلکتہ یونیورسٹی نے بھی شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام پروگراموں میں خیر معمولی برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

(حمید الدین شمس انچارج مبلغ بنگال)

کیرالہ میں منظم القرآن نمائش کا افتتاح

کیرالہ کے مشہور شہر ایرناکلم میں صوبائی احمدیہ کمیٹی کی طرف سے نہایت ہی خوبصورت نمائش "القرآن احمدیہ انٹرنیشنل" کے نام سے مقامی ٹاؤن ہال میں مورخہ ۲۷ تا ۳۱ مارچ ۹۳ء منعقد ہوئی۔ شدید مخالفت کے باوجود یہ نمائش بہت ہی کامیاب رہی ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں اور سرکردہ شخصیتوں نے نمائش دیکھی۔ اس تقریب کی صدارت کے۔ ایم۔ اے۔ بی کنو موصاحب امیر صوبائی نے فرمائی۔ اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب صدر نمائش کمیٹی نے استقبالیہ خطاب فرمایا۔

اس نمائش کا افتتاح کیرالہ اسمبلی کے سپیکر شری P.P تنگاچن نے کیا۔ اور اپنی تقریر میں فرمایا کہ اسلام کے متعلق گہرے مطالعہ کے لئے یہ نمائش نہایت مفید و سود مند ہے۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی کوچین کارپوریشن کے میئر شری رام سندر تھے۔ آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے اس قسم کی نمائشوں کو جگہ جگہ منعقد کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس کے بعد خاکسار نے حقوق اللہ اور حقوق العباد پر روشنی ڈالی۔

بعد ازاں یہاں کے مشہور فنکار۔ ادیب۔ اور نامور شاعر ایم۔ وی دیوان نے تقریر فرمائی۔ ان کے بعد مکرم مولانا محمد ابو الوفا صاحب اور مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر صوبائی کیرالہ نے خطاب فرمایا۔ اور آخر پر بی۔ ایم عبداللہ صاحب صوبائی سیکرٹری تبلیغ نے شکریہ ادا کیا۔

اس تقریب و نمائش کے متعلق کیرالہ کے نو اخبارات نے بہت نمایاں رنگ میں تصاویر کے ساتھ خبریں شائع کیں۔ اور آل انڈیا ریڈیو نے بھی اس خبر کو نشر کیا اور ٹی۔ وی پر بھی اس پروگرام کو دکھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرالہ)

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۵

اور یہاں تک کہ دشمن بھی تعجب میں ہیں۔ ہزارہا انسان ہیں جنہوں نے محبت اور اخلاص میں تو بڑی ترقی کی ہے مگر بعض اوقات پرانی عادات یا بشریت کی کمزوری کی وجہ سے دنیا کے امور میں ایسا دافر حصہ لیتے ہیں کہ پھر دین کی طرف سے غفلت ہو جاتی ہے.........."

یہ ہے تذکرہ اس کو کہتے ہیں الٰہی سمجھانے کا رنگ۔ پیار اور محبت کے ساتھ ان کے دلوں کو لبھائیں۔ ان کو مائل کریں۔ ان کی خوبیوں پر نظر رکھیں۔ ان کا اعتراف کریں اور پھر ان خوبیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نیکیوں کی طرف ان کو بلائیں۔ ان خوبیوں کا حوالہ دیتے ہوئے ان کو بدیوں سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہمارا مطلب یہ ہے کہ بالکل ایسے پاک اور بے لوث ہو جاویں کہ دین کے سامنے امورِ دنیوی کی حقیقت نہ سمجھیں......"

یہ ہے وہ آخری فیصلے کی طاقت جو ہماری تقدیر کا فیصلہ کرے گی۔ اگر ہم انفرادی طور پر اور قومی طور پر یہ مزاج پیدا کریں کہ جب بھی دنیا کا مقابلہ دین سے ہوگا دنیا ہارے گی اور دین ضرور جیتے گا تو پھر اس قوم کو دنیا کی کوئی طاقت مار نہیں سکتی۔ یہ زندگی کا وہ راز ہے جس کے ساتھ آپ چمٹ جائیں تو ہمیشہ کی زندگی پانے والے بن جائیں گے۔ فرماتے ہیں:

"اور قِسما قِسم کی غفلتیں جو خدا سے دُوری اور مہجوری کا باعث ہوتی ہیں وہ دور ہو جاویں*۔ جب تک ان باتوں کا ذرہ بھی وجود موجود ہے تو اندیشہ ہے اور ایک دبدہ لگی رہتی ہے کہ کسی وقت یہ باتیں زور پکڑ جاویں اور باعث حبطِ اعمال ہو جاویں۔ جب تک ایک قسم کی مناسبت پیدا نہیں ہوتی تب تک حالت قابلِ اطمینان نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات۔ جلد نمبر ۵ صفحہ ۱۰۵)

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح فرمایا ہے جماعت میں تقویٰ نیکی حُسن کا ملوہ موجود ہے۔ اس وقت اگر نصیحت کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انداز اختیار کرتے ہوئے نصیحت کریں تو ان کو بہت کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ بہت سے بدکے اور دور جاتے ہوئے احمدی نوجوان یا اُن کے والدین واپس آ سکتے ہیں اور آجکل جب کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ تمام دنیا میں خطبات نشر ہو رہے ہیں۔ اطلاعیں یہ مل رہی ہیں کہ جماعت میں پہلے سے بڑھ کر ولولہ پیدا ہو گیا ہے۔ بڑے جوش اور شوق کے ساتھ بڑے بھی اور چھوٹے بھی کثرت سے آتے ہیں اور اسی ذکر پر اب میں اس بات کو ختم کرتا ہوں کیونکہ اب کثرت سے شکوے آرہے ہیں کہ پہلے آپ ہمارے متعلق باتیں کیا کرتے تھے۔ ہم کیا کرتے ہیں۔ کس طرح دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ بڑا مزا آیا کرتا تھا۔ اب ایک دو خطبوں سے آپ نے ذکر نہیں کیا تو شکوہ دور کرنے کے لئے دو باتیں بتا دیتا ہوں۔ ایک تو ایک شخص نے بتایا کہ شوق کا یہ حال ہے کہ بچے بھی بڑی سنجیدگی سے جمعہ کا انتظار کرتے اور اپنے پروگراموں کو اس کے مطابق ڈھالتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے ایک گھر میں فون کیا تو بچے سے کہا کہ کیا حال ہے؟ اس نے کہا۔ ماں باپ تو ابھی آئے نہیں مگر کل چونکہ جمعہ ہے اور صبح جلدی خطبہ سننا ہے۔ (یہ امریکہ کی بات ہے) اس لئے میرا چھوٹا بھائی ابھی سو چکا ہے اور میں فوراً سونے جا رہا ہوں۔ میرے پاس زیادہ باتوں کا وقت نہیں ہے۔ تو اب اس بچے کو پتہ تھا کہ صبح جلدی اٹھنا ہے اور خطبہ سننا ہے۔ یہ علامت ہے کہ خدا نے نصیحت کیلئے ان لوگوں کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ اس وقت فائدہ اٹھائیں اس وقت نصیحت سے ان کو ہمیشہ کے لئے اپنا بنا لیں۔

دوسرے جرمنی سے ایک خاتون کا خط آیا کہ میں اپنے بچے کی ایک پیاری سی ادا بتاتی ہوں کہ ایک خطبہ کے موقعہ پر غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذکر پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو

میرا بچہ ٹیلی ویژن کی طرف دوڑا

اور جیب سے رومال نکال رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کیا کر رہے ہو تو اس نے کہا کہ میں آنسو پونچھنے جا رہا ہوں۔ پس یہ جو نئی نسل ہے یہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ خطبات کی برکت سے ایک عجیب انقلابی دور میں داخل ہو چکی ہے۔ یہاں سے نصیحتیں شروع کریں۔ ان کو اپنائیں۔ ان کو اسلامی قدروں کے قریب کریں اور جو بڑے نسبتاً نرم ہو رہے ہیں لیکن پہلے سخت دل تھے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو نصیحت کریں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ امریکہ میں جماعت احمدیہ کم سے کم پہلے اپنے تمدن اور معاشرے کو اسلامی بنانے میں کامیاب ہو جائے گی۔ اور اگر ایسا ہوگا تو باقی امریکہ کے لئے بھی امید ہو سکتی ہے ورنہ امید کا کوئی پہلو باقی نظر نہیں آتا۔

نوٹ:- مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر P.S لنڈن کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ کو ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

(ادارہ)

* جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اس وقت تک حالت خطرناک ہے اور قابل اطمینان نہیں کیونکہ

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

علاوہ ان کے بے شمار ایسی گواہیاں ہیں جو کہ آپ کے تقویٰ ۔ طہارت ۔ نیکی اور بزرگی پر دلالت کرتی ہیں ۔ لیکن اِس مختصر گفتگو میں صرف تین گواہیاں پیش کی گئی ہیں اور تینوں حضرات مشہور و معروف ہیں ۔

اب برائے خدا ذرا سوچو ! کہ حضرتِ اقدس مسیحِ پاک علیہ السّلام کے دعویٰ سے قبل کی یہ شہادتیں اور دعویٰ کے بعد آپ لوگوں کے وہ بہتانات ، ان میں سے کس کو صحیح سمجھا جائے ۔ منصف مزاج لوگوں اور عقلمندوں کے نزدیک کونسی بات درست ہے اور معیارِ قرآنی کی روشنی میں کونسی ردّی کی ٹوکری میں پھینکے جانے کے لائق ۔ جو اعتراضات آج آپ لوگ سیرتِ طیّبہ پر لگاتے ہیں اور بلا زمرت کے زمانہ میں حضرت اقدس کی معصوم ذات پر طرح طرح کے بہتانات لگاتے ہیں آج آپ لوگوں کی یہ جھوٹی باتیں بھلا کون عقلمند قبول کرے گا ۔

پس یہی وجہ ہے کہ قرآنِ مجید نے مامورینِ الٰہی کے لئے یہ معیارِ صداقت بیان فرمایا ہے کہ وہ مکذّبین کے سامنے اپنے دعویٰ سے قبل کی زندگی کو بطورِ شہادت پیش کرتے ہیں ۔ اور پھر اختلاف کے اِس حل کو خدا پر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ مجرموں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا ۔ اب اِس نظر سے بھی اگر دیکھیں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فتح و نصرت نہ صرف ظاہر و باہر ہے بلکہ روشن سورج کی طرح چمک رہی ہے ۔ باوجود شدید مخالفت کے کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو اور آپ کے خلفاء کو کامیابیوں سے ہمکنار کر رہا ہے ۔ اور مخالفین کس طرح ذلیل و رُسوا ہو رہے ہیں ۔ یہی ایک عبرتناک دلیل کافی ہے کہ مخالف پاکستان میں حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ کی زبان بندی کر دینا چاہتے تھے ۔ آپ کی تبلیغ کی راہ میں روڑے اٹکاتے تھے ۔ لیکن خُدا نے آج اس عظیم خلیفہ کی تبلیغ کو ایسا بین الاقوامی بنادیا ہے کہ ہر جگہ نہ صرف پاکستان بلکہ پُوری دُنیا اس کی روحانی آواز کو سُنتی ہے اور ہر حاسد و شر پسند مولوی آج دنیا کے گھر گھر میں آپ کی ایمان افروز آواز کو سُن سکتا ہے لیکن سوائے سر پیٹ لینے کے کچھ کر نہیں سکتا ۔

پس جو معیارِ صداقت حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی کی روشنی میں پیش فرمایا ہے عین حقیقت اور واضح سچائی ہے کہ بعثت سے قبل جب آپ کے علماء کا اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باہم اختلاف نہ تھا تب آپ کی سیرت کے متعلق کیسی کیسی تعریفیں کی گئیں ۔ اگر تم سچے ہو تو کسی کی طرف سے آپ کی سیرت پر زمانہ دعویٰ سے قبل کا کوئی عیب نکال کر دکھاؤ ۔ لیکن جب بعثت کے بعد آپ لوگ مخالف ہو گئے تو پھر جو بھی الزامات آپ لوگوں کی طرف سے لگائے جا رہے ہیں ان کی جھوٹ سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں ۔ قرآنِ مجید نے مذکورہ معیارِ صداقت پیش کر کے اس کا انکار کرنے والوں کو واضح فرمایا ہے کہ "کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ۔" اِس ارشادِ ربانی کی روشنی میں ہم بھی ایسے نام نہاد علماء کو دعوتِ عقل دیتے ہیں ـــ !!

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۞

(منیر احمد خادم)

قرار دادِ تعزیت

بر وفات محترم صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب مرحوم

رپورٹ ناظر اعلیٰ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضؓ کے فرزند محترم صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب جو حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خانصاحب کے نواسے تھے گذشتہ دنوں انتقال کر گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحوم نے میٹرک تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم پائی ۔ اور اپنے بزرگ ننھیال ۔ والدین اور اساتذہ اور صحابہ کرام سے جو اس وقت کثیر تعداد میں موجود تھے تعلیم و تربیت پائی ۔

دوسری جنگِ عظیم سے قبل REGULAR فوج کے علاوہ TERRITORIAL فوج بھی ہوا کرتی تھی ۔ جس کے سپاہیوں کو ہر سال ۲/۳ ماہ کی ٹریننگ کے لئے بلایا جاتا تھا ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی خاص کوشش سے TERRITORIAL BATTALION میں ایک احمدی نوجوانوں کی کمپنی کا قیام عمل میں آیا ۔ اور اس کمپنی کے پہلے کمانڈر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضؓ مقرر کئے گئے ۔ آپ کی فراغت کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب مقرر ہوئے ۔ سال ۱۹۳۹ء میں عالمگیر جنگِ عظیم شروع ہونے پر یہ TERRITORIAL BATTALION باقاعدہ پورے وقت کی فوج بنا دی گئی ۔ اس وقت صاحبزادہ صاحب اس بٹالین میں لیفٹیننٹ تھے ۔ بعد میں ترقی کر کے پہلے کیپٹن پھر میجر کے عہدہ پر ترقی پا گئے ۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان ARMY میں انہوں نے کرنل (COLONEL) کے عہدہ پر ترقی پائی اور اسی عہدہ پر ریٹائر ہوئے ۔

اس بٹالین میں غیر مسلم افراد پر مشتمل ایک کمپنی ان کی زیر کمان دی ۔ آپ کی زیرِ کمان غیر مسلم بھی آپ کے حسنِ سلوک سے بے حد متاثر تھے ۔ اور آپ کی حسنِ کارکردگی سے حکام بالا بھی بہت مطمئن تھے ۔ جنگ کے دوران اس بٹالین کو اندرونِ ملک قیامِ امن کے لئے متعین کر دیا گیا تھا ۔ اِس بٹالین میں ان کے ہم مرتبہ دیگر افسران کے ساتھ مرحوم کا سلوک بھی بھائیوں جیسا تھا ۔ چنانچہ ایک ہم مرتبہ غیر مسلم افسر جو بعد میں کرنل کے عہدہ پر ترقی پا گیا تھا تقسیم ملک کے بعد اس سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا ۔ آپ اپنے اس ساتھی کے گھریلو معاملات اور حالات میں دلچسپی لیتے رہے ۔

مرحوم بہت سے اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے ۔ آپ خلافتِ حقہ احمدیہ سے پوری طرح وابستہ تھے ۔ آپ ہمدرد ۔ صاف گو ۔ سنجیدہ ۔ باوقار ۔ باجماعت نماز کے پابند ۔ قرآنِ مجید سے گہری محبت رکھنے والے ۔ بزرگان کا احترام کرنے والے ۔ شرعی احکام کے پابند تھے ۔ آپ کے والد ماجد اور آپ کے زیرِ تربیت ساتھیوں نے جنگ کے اختتام پر اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کیں اور وہ قابلِ قدر اور تاریخی خدمات بجالائے ۔ مثلاً بابا شیر دل صاحب ۔ جو قادیان اور ربوہ میں انچارج حفاظت رہے اور بعض نائب ناظر اور ناظر کے عہدوں پر فائز ہوئے ۔

قیامِ پاکستان پر مخالفینِ احمدیت نے ایک متحدہ محاذ قائم کیا ۔ ۱۹۵۳ء میں کئی احمدی شہید کئے گئے ۔ ۱۹۵۴ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ۔ ایک نام نہاد اصلاح پسند پارٹی نے ۱۹۵۵ء میں خلافت سے خروج کیا ۔ اور ایک عظیم فتنہ برپا کیا ۔ اس وقت مرحوم کرنل کے عہدہ سے ریٹائر ہو چکے تھے ۔ سیدنا حضور رضی اللہ عنہ نے آپ کو ناظرِ حفاظتِ خاص کے عُہدہ پر مقرر فرمایا ۔ اور آپ نے جو کسی سے اپنے فرائض کو سر انجام دیا ۔

پیش ہو کر طے ہُوا کہ :-

(۱) ـــ صدر انجمن احمدیہ قادیان بہ نمائندگی احمدی ساکنانِ قادیان و جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و جملہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔ مرحوم کے اہل و عیال ۔ مرحوم کے بڑے بھائی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ ۔ مرحوم کے ننھیال ۔ خاندان حضرت نواب محمد علی خانصاحب رضؓ اور سسرالی خاندان حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب اور قادیان میں نمائندہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے دلی تعزیت کی جائے ۔ ہماری عاجزانہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ درجات سے نوازے ۔ آمین ۔

(۲) ـ اس تعزیتی قرار داد کی نقول ان سب کی خدمت میں بھجوانے کے علاوہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جملہ اخبارات و رسائل کو بھی بھجوائی جائے ۔

(ریزولیوشن نمبر 82 غ م 20-5-93.)

ناظر اعلیٰ قادیان

خلاصہ خطبہ جمعہ ـ بقیہ صفحہ اوّل

حقیقی طور پر اپنے مولیٰ کا احترام نہ ہو ۔ انبیاء علیہم السلام کے دل میں اس قدر اللہ تعالیٰ کا احترام ہوتا ہے کہ ان کی نظروں میں چھوٹی سی لغزش چھوٹا سا گناہ بھی ایک بہت بھاری غلطی دکھائی دیتا ہے ۔

حضور انور نے باہمی دنیوی تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو اپنے مومن بھائی کو اس کی غلطیاں معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی ایسے بندے سے مغفرت کا سلوک کرنے میں جلدی کرتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کو جذب کرنے کا یہ ایک بہت اچھا ذریعہ ہے کہ انسان اپنے مومن بھائی کو اس کی غلطی معاف کر دے اور اپنی غلطی کی معافی مانگ لے ۔ اس ضمن میں حضور انور نے بعض جانوروں میں بعض خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر انسان چاہے تو اپنے اخلاق کو سنوارنے کیلئے ان جانوروں سے بھی سبق سیکھ سکتا ہے ۔

انسان کُتے سے بھی سبق سیکھ سکتا ہے ۔ کوّوں سے بھی سبق سیکھ سکتا ہے ۔ اسی طرح گائے بھینس اور جنگل کے جانوروں سے بھی سبق سیکھ سکتا ہے ۔ جب اِس مضمون پر آپ غور کریں تو کائنات میں ہر طرف ایک حُسن کا کرشمہ آپ کو دکھائی دے گا ۔ دوسری طرف اپنی عاجزی اور انکساری کا موقع ملیگا ۔ اور انسان ہر قسم کے تکبر سے باز آ کر اپنے آپ کو ایک حقیر کیڑا سمجھنے لگتا ہے ۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت درد ناک انداز میں بیان فرمایا ہے ؎

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اسے سُن کر جو متکبر اور مغرور مُلّاں ہے وہ ہنستا ہے قہقہے لگاتا ہے کہ یہ نبی اللہ ہے جو انسانوں کی عار ہے وہ نہیں سمجھتا کہ انسانوں کی عار ہونا تو ایک صاحبِ عرفان کا درجۂ کمال ہے ۔ اور غیر معمولی درجۂ کمال پر پہنچے بغیر یہ عرفان حاصل نہیں ہو سکتا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو اس طرح بھی بیان فرماتے ہیں ؎

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

معرفت سے بھرپور اس خطبہ جمعہ کے آخر میں حضور انور نے توبہ اور مغفرت کے متعلق سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث مبارکہ پڑھ کر سنائیں ۔

قادیان میں عید ملن تقریب

قادیان ۴ جون۔ ایوانِ خدمت میں شام ۵½ بجے محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان کی طرف سے عید ملن پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں شہر کے معززین و مضافات کے سرپنچ صاحبان اور بٹالہ و گورداسپور کے افسران باوجود شدید گرمی کے شریک ہوئے۔ تقریب کا انعقاد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیرِ صدارت ہوا۔ اسٹیج پر جناب سردار پرتاپ سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے۔ اور ایس ڈی ایم و ڈی ایس پی صاحب و پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان اور کئی معزز احباب رونق افروز تھے۔ ہال حاضرین سے مکمل بھرا ہوا تھا۔ اور بہت سے احباب برآمدہ اور صحن میں بھی موجود تھے۔ وقت کی قلت کے باوجود اِس تقریب میں تلاوت و نظم کے بعد کئی لیڈر صاحبان نے اسٹیج پر اپنے تاثرات بیان کئے۔ اور ہر مقرر نے جماعتِ احمدیہ کے پُرامن کردار کی سراہنا کی کہ اگر تمام مذہبی جماعتیں جماعتِ احمدیہ کی طرح بے لوث انسانیت کی خدمت کریں تو آج ہمارا دیش ترقی کی اعلیٰ منازل پر پہنچ سکتا ہے۔ یہ منظر "ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، آپس میں ہیں بھائی بھائی" کا جیتا جاگتا سماں پیش کر رہا تھا۔ اس موقعہ پر مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی ناظر اُمورِ عامہ نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیئے۔ آخر پر محترم صاحبزادہ صاحب (صدرِ اجلاس) نے آنے والے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہماری جماعت کا صرف ایک ہی مطمحِ نظر ہے کہ بلا لحاظ مذہب و ملت اور بغیر کسی لالچ کے بنی نوعِ انسان کی ایسی بے لوث خدمت کی جائے کہ جس سے خدا تعالیٰ کی حقیقی رضا حاصل ہو جائے۔

بعد ازاں جملہ حاضرین کی مشروب وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ اس موقعہ پر عملۂ نظارت اُمورِ عامہ و لنگر خانہ اور مقامی خدام نے خصوصی تعاون دیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ۔

اِسلام کا بُنیادی رُکن زکوٰۃ

قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے قیام نماز کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم صادر فرمایا ہے۔ جیسے وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ یہ سورۃ نساء کی آیت ہے جس میں منافقت سے بچنے کا طریق بیان کیا گیا ہے۔ پھر ایک اَور مقام پر فرمایا وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کے رسُول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ یہ سُورۃ نُور کی آیت ہے جس میں نظام خلافت کی تفصیل ہے۔ اور اس نظام کی کامیابی کے لئے افراد کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔ جن کا انحصار اقامۃ الصّلٰوۃ اور اِیتاء الزکٰوۃ پر ہے۔ ان آیات سے یہ اندازہ لگانا ایک مومن کے لئے مشکل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو کس قدر اہمیت اور عظمت دی ہے۔

اسلام نے زکوٰۃ کے ذریعہ ایک پُرامن معاشرہ کی بُنیاد رکھی ہے۔ جس پر عمل کرنے سے امیر اور غریب میں کوئی تفاوت نہیں رہے گا۔ کیونکہ ادائے زکوٰۃ اعمالِ صالحہ میں سے ایک بہترین عمل ہے۔ اسی طرح جب ہم اعمال کا تجزیہ کرتے ہیں اور قرآنِ کریم پر غور کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ اِسلام کی رُوح نماز اور زکوٰۃ ہے۔

پس جماعت کے صاحبِ نصاب احباب سے گزارش ہے کہ اسلام کے اِس بُنیادی رُکن کی اہمیت کے پیشِ نظر بروقت اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا فرمائیں۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

ولادت

ادارہ بدر کیلئے یہ خبر بہت ہی مسرت کا باعث ہے کہ بتاریخ ۲۷ مئی ۹۳ء محترم قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ایڈیٹر بدر کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں کے بعد پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "محمد اسد اللہ" تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش سابق نائب ناظر اعلیٰ قادیان کا پوتا اور مکرم حافظ عبد العزیز صاحب مرحوم درویش کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ صالح و خادمِ دین بنائے آمین۔ (ادارہ)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS,
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4 B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263992, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524-649.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

ارشادِ نبویؐ
اَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ
(تم اپنی زکوٰۃ ادا کیا کرو)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ میسنگو لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015.
پیش کرتے ہیں:
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
(پیشکش)
بانی پولیمرز۔ کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:
43-4028-5137-5206